

58

# محدث



23

41 — مدرسہ رحیمیہ دہلی

6-7



مجلس التحقيق الإسلامي كاردن باؤن لاہور

مذہب اعلیٰ  
حافظ عبدالرحمن مدنی

# ماہنامہ محدث لاہور

## ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی      مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام **محدث** تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور **حافظ عبدالرحمن مدنی** نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

**محدث** کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور لحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

## گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے **محدث** حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فنی شماره: ۲۰ روپے      زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے      بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے **محدث** وصول کریں اور علمی و تحقیقی

مضامین سے استفادہ کریں۔      ایڈریس: ماہنامہ **محدث**، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 035866476 / 3586639 - 042      موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر **محدث** پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com      www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

## اجرائے محدث کے مقاصد

✍ عناد اور تعصب قوم کیلئے زہر ہلا بل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

✍ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بنانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✍ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اُقدار کے منافی ہے!

لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرت اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✍ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✍ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانازندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

✍ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

# ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

# ماہنامہ محدث لاہور

ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

(فون) صدر دفتر: ۳۵۴۲۵۰

جلد ۶ | رجب المرجب ۱۳۹۶ھ | عدد ۷

## دینی مدارس کے فارغ التحصیل نوجوان علماء کی تربیت کا مرکزی منصوبہ

یہ بات ناظرِ ملاحظہ ہو کہ ہماری دینی درسگاہوں نے قرآن و سنت کی تعلیم تدریس کے لیے گراں قدر خدمات سر انجام دیں، لیکن آزادی کے بعد اسلامی معاشرے کی تعمیر اور دورِ جدید کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے بے پناہ وسائل کی ضرورت تھی، ملاحظہ ہو کہ پہلوی درسگاہیں ان مسائل سے محروم تھیں چنانچہ ان میں ایسے افراد تیار نہ ہو سکے جو معاشرے کے اقتصادی، سیاسی، ادبی اور فکری مسائل سے آگاہ ہوتے اور ان کے حل کے لیے اسلام کی ابدی تعلیم سے مستفید ہوتے۔ بالجامعہ اسلامیہ کا قیام درحقیقت اس ضرورت کے پیش نظر کیا گیا لیکن ناگزیر حالات میں یہ منصوبہ کا حق پرانہ ہو سکا اور جامعہ کا درجہ تخصص نام نہور ہو گیا جس میں علمی حکام کو درجہ تصانیف و اعلیٰ کے بعد مسائل عصریہ آئے اور ان کا حل پیش کرنے کی تربیت دی جاتی تاکہ وہ معاشرے کی صحیح رہنمائی کر سکیں اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے حقیقی قیادت ہو سکیں۔ اکابرینِ جمعیت کے اس منصوبے کو پائیدار بنانے کیلئے ہم نے اس دور کی شدید ترین ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کاہنہ نے اچھی طرح غور و خوض کرنے کے بعد ناظم تعلیم مرکزی جمعیت کی سرکردگی میں ایک سب کمیٹی تشکیل دی ہے۔ یہ کمیٹی کم از کم وقت میں الجامعہ کے درجہ تخصص کا جامع منصوبہ مرکزی کاہنہ کو پیش کرے گی کمیٹی اس منصوبے کی تمام انتظامی تبدیلیاں امراتی تفصیل پر مشتمل بنیادی خاکہ تجویز کرے گی کمیٹی نے اپنے طریق کار کے جو رہنما اصول وضع کیے ہیں ان کے مطابق منصوبے کی تفصیل اہل حدیث اساتذہ کرام تعلیمی اہلین اور دیگر اصحابِ علم سے مشورہ کی روشنی میں طے کی جائے گی۔ ہمیں امید ہے کہ کاہنہ کا یہ اقدام جماعت کے ایک دیرینہ خواب کی تعبیر ہو سکے گا اور جماعت کے پیش رفت میں نگیں ثابت ہوگا۔

(میاں) فضل حق - ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان



## فہرست مضامین

- ۱- فکر و نظر..... رہنمائے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کا سوانح نامہ اور اس کا جواب مولانا عزیز زبیدی ۳
- ۲- نعت..... خالد بن زبیدی ۱۵
- ۳- التفسیر والتبصیر..... سورۃ بقرہ (۱۹)..... مولانا عزیز زبیدی ۱۶
- ۴- السنۃ والحديث..... عالم اسلام کے سیاسی سربراہوں کے نام " " " ۲۸
- ۵- مدرسہ رحیمیہ - دہلی..... پرنسپل محمد سلیمان اظہر ۴۱
- ۶- تعارف و تبصرہ کتب (جواہر النفعۃ ۱) - مطالعہ اسلامیات (ابو عمران قریشی) ۴۴

## چالیس علماء کا داخلہ

دورۃ تفسیر القرآن راہِ حوال کا تفصیلی پروگرام جو ۲۰ اگست بروز جمعۃ المبارک سے شروع ہوگا اور بقیہ تہائی ہر سال باقاعدگی سے جاری رہے گا۔ سحری و افطاری کا خاطر خواہ انتظام مدرسہ کی طرف سے ہوگا۔

### پہلا پروگرام

۲۱ اگست تا ۲۳ اگست شیخ التفسیر مولانا محمد عبدہ صاحب

### دوسرا پروگرام

۲۴ اگست تا ۲۶ اگست شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب جلال پور پیر والہ - تھانہ -

### تیسرا پروگرام

۲۷ اگست تا ۲۹ اگست شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ صاحب بڈھیہ لوی۔

### چوتھا پروگرام

۲۵ رمضان المبارک - مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب بڈھیہ لوی - مولانا حافظ

محمد اسحاق صاحب لاہور - مولانا حافظ محمد ابراہیم کیمپوری طلباء سے علمی خطاب فرمائیں گے۔

حافظ محمد اسحاق صاحب لاہور طلباء سے تفسیر کا امتحان لیں گے۔

آئندہ سال کا داخلہ ۶ شوال کو شروع ہوگا۔

محمد عبد اللہ سلیم ناظم نشر و اشاعت الحدیث راہِ حوال (ساہیوال)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ربا سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کا سوانحہ اور اس کا جواب

- ۱- (الف) قرآن مجید اور سنت کی روشنی میں ربا کا صحیح مفہوم کیا ہے اور قبل از اسلام اس سے کیا مراد لی جاتی تھی؟  
تخصیصاً کیا ربا سے مراد ایسا سود ہے جو اصل نہ رکھ دو گنا اور سہ گنا (رَاضِعًا مَّقْضَعَةً) کو دیتا ہے یا اس میں قرض خواہ کی طرف سے وصول کیا جانے والا مارج الوقت سود مفرد اور سود مرکب بھی شامل ہے؟
- (ب) کیا ظہور اسلام کے بعد ہونے والی ترقی اور تبدیلیوں کے پیش نظر ربا کی نئی تشریح کی جاسکتی ہے؟
- ۲- کیا اسلامی تعلیمات اور احکام کے مطابق  
(۱) دو مسلم ریاستوں کے درمیان یا  
(۲) ایک مسلم اور دوسری غیر مسلم ریاست کے مابین سود کی بنیاد پر کاروبار جائز ہے؟
- ۳- حکومت قومی ضروریات کے لیے جو قرضے جاری کرتی ہے کیا ان پر بلاگو ہونے والا سود ربا کی ذیل میں آتا ہے؟
- ۴- کیا آپ کے خیال میں غیر سودی بنکاری نظام ممکن ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا جواز کن مفروضات پر مبنی ہے؟
- ۵- کیا اسلامی احکام کی روشنی میں بنکوں کی فراہم کردہ سہولتوں یا خدمات کے عوض سود کی وصولی کے سلسلہ میں نجی اور سرکاری بنکاری میں کوئی امتیاز کیا جاسکتا ہے؟
- ۶- کیا حکومت کے محکمہ یا اس کے زیر نگرانی چلنے والے بنکاری کے کسی ادارہ کو نامعلوم یا غیر تشریح شدہ مالک کی ملکیت (مال مجهول المالك) قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اسلام کی رو سے ایسے ادارہ کی حیثیت کیا ہوگی؟

۷۔ (الف) آیا اسلامی تعلیمات کے بموجب سرمایہ کو عامل پیداوار (AGENT OF PRODUCTION) قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کے استعمال کے عوض کوئی معاوضہ دیا جاسکتا ہے؟  
(ب) اگر مذکورہ بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو آیا اسلام منافع کی تقسیم میں سرمایہ کا کوئی حصہ مقرر کرتا ہے؟

۸۔ (الف) کیا آپ کے خیال میں موجودہ اقتصادی حالات میں بنکاری کی سہولتوں سے استفادہ کیے بغیر یا ایسی سہولتوں کے عوض سود یا بنکاری کے اخراجات ادا کیے بغیر ملکی اور غیر ملکی تجارت کو موثر طریقے سے چلانا ممکن ہے؟  
(ب) اگر مندرجہ بالا سوال کا جواب نفی میں ہے تو کیا آپ اسلامی احکام سے ہم آہنگ کوئی متبادل حل تجویز کر سکتے ہیں؟

۹۔ کیا بیمہ کا رد بار سود کے بغیر چلایا جاسکتا ہے؟  
۱۰۔ کیا اسلام کے اقتصادی نظام میں قومی سرمایہ کی تشکیل کے لیے سچت کی حوصلہ افزائی کرنے والی کوئی جائز ترغیبات موجود ہیں؟

۱۱۔ (الف) ایک ملازم کو اپنے پراویڈنٹ فنڈ سے قرض لینے پر جو رقم بعد سود ادا کرنا پڑتی ہے اور جو بعد میں اس کے اس فنڈ میں جمع کر دی جاتی ہے، کیا آپ اسے ربا کہیں گے؟

(ب) اگر آج بھی پراویڈنٹ فنڈ میں اپنی جانب سے کچھ رقم کا اضافہ کرے تو صورت حال کیا ہوگی؟

۱۲۔ پراویڈنٹ فنڈ اور سیونگ بینک اکاؤنٹ پر جو نفع دیا جاتا ہے کیا وہ ربا کی تعریف میں آتا ہے؟

۱۳۔ کیا انعامی بانڈوں پر یا سیونگ بینک اکاؤنٹ پر بطور انعام دی جانے والی رقم ربا کی تعریف میں داخل ہے؟

۱۴۔ کیا اسلامی قانون کے تحت تجارتی اور غیر تجارتی قرضوں میں امتیاز کرنا درست ہوگا جب کہ تجارتی قرضوں پر سود لیا جائے اور غیر تجارتی قرضوں سے بلا سود ہوں؟

۱۵۔ اگر سود کو قطعی طور پر ختم کر دیا جائے تو اسلامی نظام معیشت میں لوگوں کو سچت پر ابھارنے اور سرمایہ کے استعمال میں کفایت شعاری کی ترغیب دینے کے لیے کون سے محرکات

استعمال کیے جائیں گے؛

۱۶۔ جدید معاشی نظریہ کے طور پر سود کے معنی اس شرح سود سے مختلف ہو گئے ہیں جو قرض پر واقعی ادا کیا جاتا ہے۔ مثلاً ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل میں ماہرین معاشیات "فرضی شرح سود" (SHADOW INTEREST RATE) سے کام لیتے ہیں جس سے سرمایہ کی کمیابی کی قیمت (SCARCITY VALUE OF CAPITAL) ظاہر ہوتی ہے۔ کیا اس قسم کا نظریہ اقتصادی حکمت عملی کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے خواہ واقعی سود ادا کیا جائے یا نہ ادا کیا جائے؟

جوابات بالترتیب حسب ذیل ہیں

تعریفِ رباً: قرآن حکیم نے "ربوا" کا لفظ استعمال کر کے "ربا" کی نوعیت متعین کر دی ہے یعنی "زیادتی"۔ باقی رہی یہ کہ وہ کون سی زیادتی؟ سو اس سے مراد وہ زیادتی ہے جو قرض کے عوض ملتی ہے؛ قرینہ یہ آیت ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَّيْسِرَةٍ (بقرہ - ۲۸)

اور اگر وہ تنگ دست ہے تو آسودہ مالی تک اس کے لیے مہلت ہے۔  
یہ آیت "ربا" کے سلسلے میں ذکر کی گئی ہے۔ یعنی زیادتی کی نہ سوچیں، اگر تنگ دست ہے تو مقروض کو مہلت دیں تاکہ وہ ادائیگی کے قابل ہو سکے۔

سورہ بقرہ میں ہے؛

لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلَسْبَلَّكَ فَا صَبِرْ مَدِ شَرْعًا

زیادہ معاوضہ کی نیت سے مت دیجیے!

اس میں دوسرے صدقات اور نیک تعاون کے ساتھ قرض بھی آجاتا ہے۔

وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ دُؤُسُ أَمْوَالِكُمْ (بقرہ - ۲۹)

اور اگر تم توبہ نہ کرو گے تو تمھارے اس المال تمھارے ہی ہیں۔

اس المال کے ماسوا جو مزید ہے، وہ وہی زیادتی ہے جو رباً کی جان ہے۔

حدیث نے اسے یوں بیان کیا ہے؛

وما كان لهم في الناس من دين فليس عليهم الا راسه (کتا جلال المول لابی عبیدہ)

نعت میں بھی اس کے معنی "الزياة" بیان کیے گئے ہیں۔



الربا فی اللغة عبارة عن الزيادة يقال ربا الشيء يربو (تفسیر کبیر ص ۳۵۱)  
صرف قرض پر زیادتی کے معنی اجل اور مہلت کے عوض کے ہیں۔ کیونکہ اس کا دوسرا  
اور کوئی محرک ہی نہیں ہے۔ اس لیے قرآن وحدیث کی ان تصریحات کی بنا پر ائمہ نے اس کی یہ  
تعریف کی ہے۔

وفي الشرع زيادة ياخذها المقرض من المستقرض مقابل الاجل (تفسیر  
آیات الاحکام للمصنف ص ۳۸)

فكانت الزيادة بدلا من الاجل (جصاص ص ۵۳)

وهو زيادة في الاجل (بضاوی ص ۱۳۵)

خلاصہ یہ کہ:

قرض پر شرط اور متین جو زیادتی اجل (مہلت اور مدت) کے عوض ملتی ہے، اسے ”ربا“  
کہتے ہیں۔

اہل جاہلیت میں بھی ربا کی یہ شکل موجود تھی اس کے ساتھ مزید یہ بھی رواج تھا کہ اگر متین  
مدت کے مطابق مقرض یہ قرض مع اضافہ واپس نہ کر سکتا تو شرح اضافہ بڑھا کر مزید مہلت حاصل کر  
لیتے، اس کو قرآن نے ”اَعْطَا مَضْعَفًا“ سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن یہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ  
قرآن نے ان کی مزید ایک سنگلی اور استحصالی ذہنیت کا واقعہ بیان کیا ہے۔ تیسری شکل تجارتی  
سود کی تھی، جیسا کہ غزوہ بدر کے سلسلہ میں حضرت ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کے ذکر میں آتا ہے  
کہ اس میں سارے قریش نے پیسہ دیا تھا (زرقانی شرح مواہب)

اس کے علاوہ بنو عمرو بن عامر، بنو نیر سے سودی قرض لیتے تھے (ابن جریر عن ابن جریج)  
ظاہر ہے ان کی یہ شکل تجارتی کمپنیوں جیسی ہوگی۔ کیونکہ قبیلے کا دوسرے قبیلے سے سودی قرض  
لینے کا ذکر ہے۔ اور یہ تجارتی ہو سکتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچا  
کر دگر برا بر سوا برائے۔

لا تبيعوا الذهب بالذهب الا مثلاً بمثل ..... ولا تبيعوا الودق بالودق

الا مثلاً بمثل الحديث (صحیحین عن ابی سعید)

یہ دراصل ایک بین الاقوامی معاملہ ہے، کیونکہ مختلف سکتے حاصل کرنے کے لیے ”بٹادن“ کا

کا نظام رائج ہے۔ ایک تو یہ ویسے ہی ناحق کی زیادتی ہے، دوسرا یہ کہ اس سے دوسری قوم کی تزیل اور تحقیر کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

سود مفرد و مرکب: جیسا کہ ہم نے اوپر کی سطور میں ذکر کیا ہے، "اضعاضا مضاعفة" قید احترازی نہیں ہے اس لیے سود مفرد ہو یا مرکب دونوں رہا ہیں۔ سود مفرد تو بالکل ظاہر ہے، سود مرکب بھی اس کی لونڈی ہے، اجیر ہو یا اور کوئی اس سے متعلق شعبہ، سب اس کے خدام ہیں، اس لیے سود مفرد کی طرح سود مرکب بھی رہا ہے۔

لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اكل الربو وموكله وشاهداه وكاتبه  
وهم سواء (رواه الترمذی و مسلم عن ابن مسعود)

اس کے بعد بعض ان صورتوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جو حقیقتاً رہا تو نہیں ہیں لیکن اس کی روح سے مماثلت ضرور رکھتی ہے یا اس کے لیے سازگار فضا پیدا کر دیتی ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہو گا۔

اردو اور فارسی میں "ربا" کا مترادف "سود" کا لفظ اختیار کیا گیا ہے، جو رہا کے شرعی مفہوم سے صحیح مماثلت کم رکھتا ہے بلکہ نیت خراب ہو تو رہا کو کسی حد تک گوارا کرنے کا موجب بن سکتا ہے یا بنایا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے معنی نفع اور فائدہ کے ہیں۔ بہر حال رہا کو مخصوص زیادت سے تو تعبیر کیا جاسکتا ہے، نفع اور فائدہ سے نہیں کیونکہ اسلام اس کو نفع تصور ہی نہیں کرتا۔

عربیا کی جدید تشریح: اگر ہمارے کہیں اور جام نو دالی بات ہو یعنی معروف زبان اور محاوروں میں سمجھنا منظور ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر جدید تشریح سے غرض، شرعی رہا کے مفہوم میں تصرف کرنا یا شرع کو نفی دینا ہو، جیسا کہ عموماً اس کے لیے کوششیں کی جا رہی ہیں تو غلط ہے بلکہ یہ تحریف ہے۔

سوال استثنائیک: سنی مسودہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل متداول تجارتی سود اور نظام بنگاری میں مروج رہا کے جو ان کے لیے کسی چور دروازے کی تلاش کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا رہا ہے مگر محتاط ہو کر اور اسلام کے نام پر — خدا کے یہ بات نہ ہو۔

دور یا سنتوں کے مابین رہا کی گنجائش: دونوں ریاستیں مسلم ہوں یا ایک مسلم اور دوسری غیر مسلم، رہا کی بنیاد پر دونوں کے مابین کاروبار جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں کوئی

تفریق نہیں کی گئی۔ انسانی خون بہر حال حرام ہے، وہ خون، خونِ مسلم ہو یا کافر۔

أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّيْلَ (بقدرہ ع)

حضور کا ارشاد ہے: سونا سونے کے ساتھ اور چاندی چاندی کے ساتھ برابر برابر دست بدستی دینا چاہیے، جس نے زیادہ کیا یا زیادہ کا مطالبہ کیا، اس نے ربا کھایا، یعنی اور دینے والے دونوں برابر ہیں۔

الذهب یا لذهب والفضة بالفضة..... مثلاً بمثل یداً بید فمن زاد او استزاد

فقد اربى، الاخذ والمعطى فيه سواء (مسلم۔ عن ابی سعید الخدری)

یہ بین الاقوامی کاروباری صورت ہے، جس میں مسلم اور غیر مسلم سب ریاستیں آجاتی ہیں، دونوں ملکوں کے مابین ٹائون کی بنیاد پر سونے چاندی کے سکوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔ حضورؐ نے اسے بھی ”ربا“ ہی فرمایا ہے اور دونوں کو مجرم گردانا ہے۔ اور وہ کسے باشد، دونوں ریاستیں مسلم ہوں یا غیر مسلم یا ایک مسلم اور دوسری غیر مسلم — بہر حال دونوں کے مابین ”سودی لین دین اور اور کاروبار جائز نہیں۔

ہاں غیر ملکی قرضہ یا ملک میں غیر ملکی سرمایہ لگانا ”ربا“ (معروف معنوں میں ”سود“) کے بغیر دشوار ضرور ہے، لیکن اس وقت تک جب تک ایک اسلامی ریاست خود ”ربا“ سے بچنے کے لیے سنجیدہ نہ ہو — ورنہ ظاہر ہے کہ ہر غیر ملکی قرض کچھ شرائط رکھتا ہے، اگر اسلامی ریاست غیر سودی قرض کے بجائے قرض کی دوسری متبادل اسلامی تجویزیں پیش کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ قبول نہ کی جائیں کیونکہ وہ سب ”ربا“ سے کہیں زیادہ جامع اور بے ضرر ہیں۔

اگر اسلامی ریاست اپنی پوری کوشش کے باوجود غیر سودی قرض یا سرمایہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتی اور نہ اس کے بغیر ملکی تعمیر اور ترقی ممکن رہتی ہے تو پھر:

فَمِنْ أَصْطَرَّ غَيْرُ رِغٍّ وَلَا عَادٍ فَلَا تُمْ عَلَيْهِ بِرِغْلٍ كَرَسْتِي هِيَ۔ لیکن یہ حالات موجودہ جبکہ عموماً مسلمان ریاستیں اندرون ملک بھی خود ”ربا“ سے پرہیز نہیں کرتیں۔ اس کے علاوہ ملکی تعمیر و ترقی کے بہانے اہل فتنہ بھی کرتی ہیں، ان کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ کہا جائے وہ دوسرے غیر مسلم ملک سے سودی کاروبار کرنے کا حق بھی رکھتی ہیں؟ جن فقہاء نے غیر مسلم ملک سے سودی کاروبار کی اجازت دی ہے یا بعض صورتوں میں جو ابی کارروائی کی ہے، تو عموماً ان کا تعلق ”دار الحرب“ سے ہے یا اضطرار سے، لیکن اب یہ دونوں موجود نہیں ہیں، تکلف کی بات الگ ہے۔

۳ قومی ضروریات کے لیے قرضے، یقیناً۔ بلکہ پوری قوم مجرم بنتی ہے کیونکہ حکومت اور اس کی پوری قوم کا فریضہ اس "منکر" کو ٹھناتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ موجودہ مسلمانوں نے اسلامی نظام قرض کا مزہ چکھا ہی نہیں، ورنہ یقیناً وہ اس پر جان چھڑکتی، اسلامی نقطہ نظر سے قرض دینا "اگر وہ غیر کاروباری ہے تو وہ فیضی اور اخروی فلاح کا موجب ہے اگر تجارتی ہے تو بیع مضاربت اور شراکت کے اصول پر مبنی ہے جو متبادل سود سے کہیں زیادہ نفع بخش ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی نظام قرض "قرض قاذی" سرمایہ داری کی بیخ کنی کا موجب بھی ہے۔ اس کے برعکس ربوی نظام "سرمایہ داری" کو جنم دیتا ہے۔ غیر سودی بنکاری؛ ہمارے نزدیک یہ بات صرف ممکن ہے بلکہ مفید بھی ہے، مثلاً اسلامی نظام شراکت اور مضاربت کچھ ایسے نفع بخش کاروبار ہیں، جن میں فریقین کی عزت اور فائدہ بھی بحال رہتا ہے اور ان امکانات کا خاتمہ بھی ہو جاتا ہے جن کے ذریعے غیر متوازن معیشت جنم لیتی ہے کہ ایک نان بشینہ کو ترستا ہے اور دوسرا ملک کا قارون بنتا ہے، لیکن

ع ذوق این بادہ ندانی بخش رانا نجی

۵ نجی اور سرکاری کا امتیاز؛ بالکل نہیں۔ بلکہ سرکاری حیثیت میں "سودی" خوشخواری زیادہ فتنہ پرور ثابت ہوتی ہے اس لیے نجی سے پہلے سرکاری بنکاری سود کے خاتمہ کی ضرورت ہے کیونکہ ملکی معیشت کا نظام اس سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ الغرض؛ اسلامی احکام کی رو سے دونوں میں کوئی امتیاز، تفریق اور استثناء نہیں۔ کیونکہ قرآن وحدیث نے مطلق سود کو حرام کیا ہے، وہ کتنا ہو، کون کرے، کہیں اختیار کیا جائے سب حرام ہیں۔

حَوْرًا لِّیَا (بقرہ ۲۷۵)

"الربوا" پر لام تعریف جنس کا ہے۔

لَا تَشْرَوْا شَيْئًا مِّنْهُ مَدَّ شَرْعًا

زیادہ معاوضہ کی نیت سے مت احسان کیجیے۔

قرض، احسان اور تعاون کی بہترین شکل ہے، بعض روایات میں اسے "صدقہ خیرات" سے بھی افضل کہا گیا ہے۔

الصدقة بعشر امثالها والقرض ثمانیۃ عشر (ابن ماجہ)

بعض صحابہ سے مردی ہے :-



لان اقراض دینارین ثم یروان ثم اقرضهما احب الی من اتا تصدق بهما۔

(معنی ابن قدامۃ)

اس لیے قرض جو بھی دے، اسے اس سے زیادہ کالچ نہیں کرنا چاہیے الایہ کہ شرکت اور مضاربت کی بنیاد پر مل کر کاروبار کرنے کی نیت ہو۔ کیونکہ اب معروف معنوں میں قرض نہیں رہا بلکہ مل کر کام کرنے کی یہ ایک سبیل ہے۔

۷۔ مجموعہ مالک کی ملکیت میں: سوال غیر واضح ہے، مجموعہ مالک کی ملکیت میں دینے کے تو یہ معنی ہیں کہ اسے اٹھا کر چوراہے پر ڈال دیا جائے۔ ہمارے خیال میں یہ کام اس وقت تک تو کوئی نہیں کر سکتا جب تک اس کے پاس عقل سلیم کی دولت محفوظ ہوتی ہے۔

اور اس سے مراد شملات ہے، تو وہ علی الانفرادہ سبھی متعلقہ گاؤں یا محلہ سے متعلق تو وہ ہوتی ہی ہے۔ اگر ایسی صورت ہے تو اسے "رفائی" شے اور شملات یا عام پبلک پراپرٹی کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ بالکل جائز ہے، جیسے سڑکیں، تفریحی باغ، سرکاری مافرنانے جیسے اسٹیشن سے ملحقہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مشترک سرمایہ ہوتا ہے کہ اس کا کاریہ یا بیع و تولد ممنوع ہوتے ہیں کیونکہ مفاد عامہ اس سے متاثر ہوتا ہے۔

ملك احد بالاحتجار ملك منعه فضا على الناس فان اخذ العوض عنه اغلا فخرج عنه الموضع الذى وضعه الله من تعميم ذوى الحوائج من غير كلفة (معنی منیہ)

اس تعمیم مجموعہ مالک کی صورت میں بھی، یہ ریاست کی ملکیت ہوتی ہے۔ اس لیے اسے "مجموعہ مالک" صرف عوام کے اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ ان میں سے علی الانفرادہ کسی کا بھی مالکانہ قبضہ نہیں ہے۔ جتنا ہے سب کا ہے۔

۸۔ سرمایہ اور اس کی تخلیقات کا معاوضہ: سرمایہ انسان کے صرف اس ساز و سامان کا نام ہے جو دولت کے پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے یا حصول آمدنی کا ذریعہ بنتا ہے، وہ ساز و سامان بالواسطہ یا بلاواسطہ پیدائش دولت کے لیے معاون ثابت ہوں، جو پیدائش میں مدد نہیں دیتا اقتصادیات میں اسے سرمایہ نہیں کہتے۔ ہاں اسے دولت کہہ سکتے ہیں یعنی پیدا آوری کا ذریعہ نہ ہو تو وہ سرمایہ نہیں کہلاتا۔

پیدائش دولت کے لیے جن کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، ان کے بارے میں اختلاف ہے۔

ایک طبقہ کے نزدیک عاملین پیدائش، زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم ہے، لیکن آج کل زیادہ تر زمین اور محنت کو اولین حیثیت، اور خود خزانہ ذکر و کوثر ثلوی عاملین قرار دیتے ہیں۔

بہر حال جو بھی ہو، اسلام سرمایہ کو عامل پیدائش تصور کرتا ہے۔ مثلاً  
وَتَرَىٰ الْأَنْفَالَكَ فِيهِ مَوَازِيرٌ لِّتَبْتَغُوا فِيهِ فَضْلَهُ (فاطرح)

اور آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں دریائیں (پانی کو) پھاڑتی چلی جا رہی ہیں تاکہ تم خدا کا فضل و خصوصاً

فَاذْخُلْنَا فِيكَ يَحْيٰى لَنَا مِثْلَ ثَمَرِ النَّخْلِ لِيَتَنبِتَ الْاَرْضُ الْاٰلِیَہ (بقعرہ غ)

سورۃ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا۔

يَا بَنِيَّ اسْتَجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مِّنْ اَسْتَاٰجَزْتَ الْفَوْزُ الْاَكْمٰیْنُ (۲۰- القصص غ)

اے ابا جان! ان کو لو کر رکھ لیجیے کیونکہ بہتر سے بہتر آدمی جو آپ کو رکھنا چاہیں، مضبوط (اور) امانت دار ہونا چاہیے۔

الفرض: عاملین پیدائش اور ان کے استعمال کے معاوضے کا ذکر قرآن و حدیث نے کیا ہے لیکن یہ معاوضہ بہ شکل رباہ نہیں ہے بلکہ مناسب کر یا یا شریک کا ردوار کے طور پر، کل آمدنی میں حصہ دار کی حیثیت سے۔ یہاں پر اختلافی نقطہ صرف یہ ہے کہ سود کو خوار، سود کو سرمایہ کے استعمال کا عوض گردانتا ہے ہم اسے سرمایہ دار کا استعمال تصور کرتے ہیں اور صحیح شریک کا ردوار سمجھتے ہیں جو بقدر آمدنی، آمدنی میں ایک حصہ دار کی طرح حصہ دار ہوگا۔ ایک بھکاری کی طرح سود پر اسے ٹرنا یا نہیں جایا جائے گا۔

۷۔ سود و ادائیگے بغیر ملکی تجارت: (ترب) بالکل ممکن ہے ہاں اخراجات کے لیے اجرت بھی لی جاسکتی ہے مگر شراکت اور مضاربیت کی بنیاد پر۔

۸۔ بیمہ: ہمارے نزدیک مروج بیمہ ناجائز ہے، کیونکہ یہ ربا اور قمار جیسی دو قباحتوں پر مشتمل ہے مقررہ مبادلہ کے اختتام سے پہلے موت واقع ہونے کے امکان کے پیش نظر یہ بیمہ قمار بھی ہے اقساط کے اختتام پر یہ سود بیمہ شدہ رقم وصول کرنے کے اصول کے حساب سے یہ ربا بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے اسلام کا نظام میراث بھی بہت غلط متاثر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ رقم بیمہ دار کے نامزد کردہ آدمی کو ملتی ہے۔

ہاں مضاربیت وغیرہ شرعی نظام شراکت کی بنیاد پر اسے اختیار کیا جاسکتا ہے۔

عنا قومی سرمایہ کی تشکیل کے لیے بحیثیت، اس کے لیے دوسرے متبادل طریقے بالکل موجود ہیں، مثلاً اس کو امداد باہمی کے اصول پر ترتیب دیا جائے اور ان کے منافع کا ایک مخصوص حصہ باہمی ضمانت سے اس لیے وقف قرار دیا جائے جس سے حسب ضرورت استفادہ کیا جاسکے۔ باقی رقم قسطنطنیہ، سو اس سلسلے میں شرکاء کو اسی طرح پابند کر دیا جائے کہ وہ استحصالی سنگھنڈے استعمال نہ کر سکیں یا بے وقت ان کے ہاتھ کیمنچ لینے سے نقصان نہ ہو۔ نعا و نوا علی السیر وال تقویٰ۔

اصل مسئلہ ذہنیت کی تبدیلی کا ہے، لیکن مروجہ بیسے یا سودی امور میں تحریریں و ترغیب کے لیے جو طریق کار اختیار کیے جاتے ہیں، ان کی وجہ سے انسان مزید غور و خوار بن جاتا ہے اور دروند معاون ثابت ہونے کے لیے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ پہلے بیسٹلہ حل کر لیں تو پھر کوئی مشکل، مشکل نہیں رہے گی، لیکن یہ اگر کتاب و سنت کے آستان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا مگر طریقہ کار کو یہ راہ پسند نہیں۔

عنا پراویڈنٹ فنڈ سے سودی قرض، (الف) جی ہاں لیکن اس تفصیل کے ساتھ کہ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ یہ پراویڈنٹ فنڈ ابھی ملازم کی ملک میں نہیں آیا، اس لیے جو کچھ ہے وہ ابھی گورنمنٹ کی ملک ہے۔ اس صورت میں جو سودی قرض لیا جاتا ہے ظاہر ہے وہ سود ہی شمار ہوگا۔ اب پراویڈنٹ فنڈ جتنا اور جیسا کہ ملے گا جائز رہے گا۔ جیسا کہ باقی تنخواہوں کی کیفیت ہے کہ سودی خزانہ سے تنخواہ وصول کی جاتی ہے۔ ہاں سودی قرض پر اسے گناہ ضرور ہوگا۔ اس لیے احتیاطی اس میں ہے کہ کم از کم وہ اس سودی رقم کے لینے سے پرہیز کرے جو اس کی طرف منسوب ہے۔

اگر یہ پراویڈنٹ فنڈ ملازم کی ملکیت ہے جیسا کہ وقتاً فوقتاً اس کی تفصیل سے حکومت اسے آگاہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے، ویسے بھی وہ کٹوتی اس کی تنخواہ کا لازمی حصہ ہوتی ہے مگر ملازم کے مفاد کے لیے حکومت اسے پس انداز کر کے محفوظ کر لیتی ہے اور ریٹائرمنٹ پر اس کو یکمشت واپس کر دیتی ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس سلسلے میں ملازم کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ فنڈ ملازم کی ملکیت ہے مگر حکومت کے پاس امانت ہے اس لیے اس سے سودی قرض لے کر مع سود جو رقم ملازم واپس کرنا ہے وہ اس کے ہی کھاتے میں جاتی ہے۔ لیکن جب یہ امانت اسے واپس ملتی ہے تو اس اضافہ سمیت ملتی ہے جو اس نے بطور سودی قرض کے ادا کیا تھا۔

اگر نید کی تبدیلی سے چیز کی نوعیت بدل جاتی ہے تو اب اس کے معنی ہوں گے کہ ملازم کا جو

پہلے حکومت کی تحویلی میں ہے وہ اپنے اس قبضہ کی بنا پر اسے سودی قرض کے طور پر استعمال کر کے ان کا استعمال کرتی ہے۔ تو وہ اس کی مجرم ہے، ملازم نہیں۔ تاہم اس پر اس نے جو سود ادا کیا ہے، وہ سودی قرض کے اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔ اس لیے مقام عزیمت یہ ہے کہ وہ اس سے بھی پرہیز کرے۔ چونکہ دینے والا بھی ربا کے تصور کے ساتھ دیتا ہے اور لینے والا بھی اسی احساس کے ساتھ لیتا ہے، تو آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آپ اسے ”ربا“ نہ کہیں۔ اس کے علاوہ سدا للذریعۃ کے اصول کے مطابق اسے ربا ہی کہا جائے تو بہتر رہے گا کیونکہ اگر یہ اصطلاحی ربا نہیں ہے تو کم از کم، ربا کو گوارا بنانے والا ایک مفہوم اور فتنہ تو ضرور ہے۔ اس لیے ایسی بات نہ کی جائے جس وجہ سے یہ ربا ان کے لیے اجنبی شے نہ رہے۔

کالمرامی یرعی حول الحسی یوشک ان یدفع فیہ (بخاری)

ہاں اگر اپنے ملازم سے حکومت کو ہمدردی ہے تو شراکت اور ضمانت کی بنا پر اس کی رقم کو استعمال کر کے اس کا نفع اس کے حوالے کرے۔ تمام مخصوص سے نکلنے کی یہ ایک بے ضرر سیل ہے۔ (ب) اس کی حیثیت امانت کی ہوگی، جیسے بنک میں ہوتی ہے۔

۱۲۔ پراویڈنٹ فنڈ اور سیونگ کے منافع: یقیناً یہ بھی ربا ہیں۔ کیونکہ یہ بھی سودی قرضوں کا اندوختہ ہوتا ہے جو اس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ سیونگ بنک اکاؤنٹ کا نفع: انعامی بانڈوں والی رقم بھی سودی منافع کا حاصل ہوتا ہے۔ سود کے علاوہ قمار بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ اصل انعام کے لیے قرعہ ڈالا جاتا ہے۔ ربا سیونگ بنک اکاؤنٹ کا منافع سود بھی ربا ہی ہے۔ کہتے ہیں ایک بنک میں سیونگ انعام کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ گویا کہ اب اس کے ساتھ قمار کی صورت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لیے یہ بھی ربا و قمار کی ایک شکل بن گئی ہے۔

۱۴۔ تجارتی اور غیر تجارتی قرضوں میں اقدار: ہمارے نزدیک ان میں کوئی امتیاز نہیں جیسے غیر تجارتی قرضوں پر سود حرام ہے ویسے ہی تجارتی قرضوں پر بھی حرام ہے۔ مگر منافقا۔

۱۵۔ بیعت پر ابھارنے والے محرکات: اس کے لیے جو اس میں ملاحظہ فرمائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ: لوگوں کو اسلامی نظام معیشت میں بحث پر ابھارنے اور سرمایہ کے استعمال میں کفایت شعاری کی ترغیب دینے کے لیے ”وجہ کشش“ مقول آمدنی کی توقع ہے، شراکت اور ضمانت کی بنیاد پر جو سرمایہ مہیا کیا جائے گا اس کا نفع اس شرح سود سے کہیں زیادہ





# نعت

صورت میں بشر، سیرت میں ملک      اک فرش نشین اور زیپ فلک  
 اس رخ کی ضیا کا کیا کہنا      ماتھے سے تجل ہیرے کی دُلک  
 چہرے سے چاند بھی شرمائے      سورج دیکھے تو جاٹے ٹھٹھک  
 رخشندہ و زندہ و پائندہ      ہے آپ کی سیرت حشر ملک  
 جیب ان کی زیارت ہو جائے      صدیوں سے حیس وہ ایک پلک  
 وہ کونسا دل ہے جس میں نہیں      اُس رُوئے درخشندہ کی ملک  
 اُس در پر پہنچنے سے پہلے      پیمانہ عمر نہ جائے چھلک  
 جو آپ کو اتر کہتا تھا      تَبَّ وَخَسِرُوا مَا تَدَّ وَهَلَاکِ

اس دل کی تمنا ہے بزمی

اس رُوئے حسین کی ایک جھلک



# سُورَةُ بَقَرَةَ

(قسط ۱۹)

## روایات

ان کے تاریخی حقائق کی تفصیل بڑی طویل ہے، جس کا یہ مقام تحمل نہیں ہے بہر حال وہ جتنی بھی ہے انہی حقائق کی ذیلی سرخیاں ہیں جو قرآن حکیم نے بیان فرمائی ہیں جن کا خاکہ اوپر کی سطور میں ہم نے سامنے رکھا ہے۔ کتاب اللہ کی طرح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے، گو ان سب کا انتقاص یہاں مشکل ہے، تاہم وہ چند امور جو ضروری ہیں، حاضر ہیں، محدثین اسماء کی روایات ابن ہشام اور ابن کثیر سے ماخوذ ہیں۔

غیر اللہ کی پوجا: غیر اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہودی حضرت عزیر کی اور عیسائی حضرت عیسیٰ کی۔ عن ابی سعید: وغیرہ اہل الکتاب قد دعی الیہود فیتقال لہم من کتم تعبدون، قالوا: کنا نعبد عزیر بن اللہ..... ثروت علی النصاری فیتقال لہم من کتم تعبدون۔

قالوا: کنا نعبد المسیح ابن اللہ فیتقال لہم کذبتم ما اتخذ اللہ من صاجۃ ولا ولد (نکاح) خدا کو گالیاں۔ یہود اور مشرکین عرب نے اللہ کی لڑکیاں اور لڑکے، بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی تھیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالیاں دی ہیں، حالانکہ ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، یعنی کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد ہے۔

واما شتہ ایای؟ فقولہ: اتخذ اللہ ولدًا وانا اللہ الاحد الصمد (ابن مردویہ عن ابی ہریرہ) انبیاء پر تہمتیں۔ یہود اور نصاریٰ دونوں اس امر پر مصر تھے کہ وہ یہودی تھے، عیسائی کہتے ہیں کہ وہ نصاریٰ تھے۔

عن ابن عباس: قال اجتمعت نصاریٰ یحرقون واجبار یہود عنہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فتنازعوا عنده فقالت الاحبار ما کان ابراهیم الا یهودیا وقالت  
النصارى ما کان ابراهیم الا نصرانیاً فانزل الله تعالیٰ : یا اهل الکتاب لم تعاجون  
فی ابراهیم (رواه محمد بن اسحاق)

اے رسول! ہمارے پیچھے لگ۔ یہودی اور عیسائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے  
کے بجائے آپ سے کہتے کہ اگر ہدایت چاہتے ہو تو ہمارے پیچھے چلو اور ہماری اتباع کرو، کیونکہ ہدایت  
صرف ہمارے پاس ہے۔

عن ابن عباس قال: قال عبد الله بن صوريا الاعود لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم:  
ما لهدى الاما نحن عليه فاتبعنا محمد تهتد وقالت النصارى مثل ذلك فانزل الله  
عز وجل (وَقَالُوا كُونُوا هُودًا اَوْ نَصَارًا تَهْتَدُوا) وقوله (قُلْ بَلَّغْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا) رطه محمد بن اسحاق  
اپنی حالت۔ دعویٰ یہ کہ ہدایت صرف ہمارے پاس ہے اس لیے رسول کریم کو بھی ان کے پیچھے چلنا  
چاہیے، مگر اپنی حالت یہ کہ: انبیاء کے سچائے اتباع اپنے آباؤ اجداد کی کرتے تھے۔

عن ابن عباس: انها (آيَةُ بَلِّغْ مَا اَلْفَيْنَا) نزلت في طائفة من اليهود وعلم  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الى الاسلام فقالوا: بَلِّغْ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ  
آبَاءُنَا رابن كثير

دس کے سوا باقی سب نبی ان میں آئے۔ یہ بات نہیں کہ ان کے پاس نبی نہیں پہنچے اور ان  
کو باپ دادوں کی راہ اختیار کرنا پڑی، بلکہ معاملہ برعکس ہے، اللہ کے نبی ان کے پاس پہنچے اور  
کافی پہنچے، دس کے سوا باقی سب نبی ان کے ہاں پہنچے۔

كل الانبياء من بنى اسرائيل الا عشرة: نوح وهود وصالح وشعيب وابراهيم  
واسحاق ويعقوب واسماعيل ومحمد صلى الله عليه وسلم (رواه محمد بن جعفر الانباري رابن كثير)  
جبرائیل ہمارا دشمن ہے۔ انبیاء کے پاس جو وحی آئی ہے وہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
ذریعے آئی ہے مگر ان کا کہنا ہے کہ وہ تو ہمارا دشمن ہے۔

ولو كان وليك سواة تابعتك وصدقناك قال فما يمنعكم ان تصدقوه؟  
قالوا انه عدونا (ابن جرير طبری)

رب ہمارا محتاج ہے۔ دماغ کی خرابی کی بھی حد ہوتی ہے مگر ان کا با و آدم ہی نرالا ہے کہتے  
ہیں کہ خدا کی تو ہمیں حاجت نہیں وہ ہمارا محتاج ہے۔



دخل أبو بكر الصديق بيت المدراس فوجد من يهودنا ساكثيرة قد اجتمعوا على جعل منهم يقال له فنحاص وكان من علماءهم واجبارهم..... فقال فنحاص: والله! يا ابا بكر ما بنا الى الله من حاجة من قدر دانه الينا لفقير الخ - رواه محمد بن اسحاق)

مشائخ اور علماء بھی نہیں ٹوکتے تھے۔ بذیسی یہ تھی کہ ان کے مشائخ اور علماء بھی ان کو اس قسم کی حماقتوں سے نہیں روکتے تھے، اگر آج روکتے تو کل ان کے ساتھ شیرو شکر بھی ہوتے۔

خطب علی ابن ابی طالب - محمد الله واشئ علیه ثم قال ايها الناس انما هلك من كان قبلكم بركوبهم المعاصي ولعنهم الله انبيون والاحبار (رواه ابن ابی حاتم - ابن كثير) انبياء كرام قتل گیا۔ ماننا تو کجا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قتل سے بھی دریغ نہ کیا، ایک نہیں، دس بیس نہیں، سو نہیں تین سو نبی قتل کر ڈالے۔

قال ابن مسعود: قتلت بنو اسرائيل ثلث مائة نبی من اول النهار واما موا سرق يقتلهم من اخره (ابن جریر طبری وابن ابی حاتم)

مکی مدنی کے قتل کی سازش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کی بھی سازش کی۔ بکری کے گوشت میں زہر ملا کر دیا۔

عن ابی ہریرۃ قال: لما فتحت خیبر اهدیت لرسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم شاة فیها سم..... قال هل جعلتم فی هذه اشارة سما فقلوا: نعم! قال فما حملكم على ذلك؟ فقالوا: اردنا ان کنت کا ذبا ان نستریج منک وان کنت نبیا لم یضرک۔

(رواه البراءة احمد والبخاری والنسائی)

بزنظیر نے سازش کی کہ مکان پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیچہ لڑھکا دیا جائے تاکہ بھینچٹ ختم ہو۔

فخلا بعضهم بعض قالوا ان تعبدوا محمدا صلی الله علیہ وسلم اقرب منه الآن فمن رجل یظهر علی هذا البیت فیطرح علیہ صخرة فیورثنا منه؟ فقال عمرو بن جحاش ابن کعب: انا، فاتی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم علیہ الخبر فانصرف عنه (ابن هشام) آخرت میں ان پر چھوٹ بولیں گے۔ جب انبیاء اور ان کی امتوں کو بلا کر پوچھا جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے ان سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا بنا

لینا، تو آپ انکار کریں گے، پھر عیسائیوں سے پوچھا جائے گا تو یہ کیسے بخت اذرہ جیا نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ ہاں انھوں نے ہم سے کہا تھا۔

عن ابی موسیٰ الاشعری: قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اذا کان یوم القیمۃ دعی بالانبیاء حاکمهم ثم یدعی بعیسی۔ . . . . . ثم (أمنت قلت للناس اتخذوا فی ذلک فیئذین من دون اللہ) فینکران یکن قال ذلک فیئذی بانصاری فیکون ینقولون: نعم هو مننا بذلک۔ (رواہ ابن مسعود بن کثیر)

بیت المقدس کی تباہی۔ ان ظالموں نے باہمی بعض وعناد کی وجہ سے بیت المقدس کو تباہ کرایا۔

عن قتادة: قوله (وسعی فی خرابها) قالہ و بخت نصر و اصحابہ خرب بیت المقدس و اعانہ علی ذلک النصارى و قال سعید عن قتادة قال اولیک اعداء اللہ النصارى حملهم بغض الیہود علی ان اعانوا بخت نصر البابی المجرسی علی تخرب بیت المقدس (رواہ عبد الرزاق۔ ابن کثیر) و روی فی تفسیرہ عن ابن عباس: هم النصارى: كانوا یطرحون فی بیت المقدس و ینعون الناس ان یصلوا فیہ (ابن کثیر)

حیلے باز اور مکار۔ یہ بہت بڑے مکار اور حیلے باز بھی ہیں: حضور نے فرمایا: تم بھی ان کی طرح حیلے باز نہ بنو۔

عن ابی ہریرۃ: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: لا تترکبوا ما ارتکبت الیہود فتستحلوا محارم اللہ یا ذی الحیل (رواہ ابن بطہ۔ ابن کثیر) آپ نے فرمایا: یہودیوں کا ناس ہو: اللہ نے ان پر چربی کھانا حرام کی تو انھوں نے اسے بیچ کر اس کے منافق کھاٹے۔

قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحور فباعوها و اکلوا ثمنہا (رواہ البغاری عن ابی ہریرۃ)

ان کے ہاں کتاب الحیل کا سلسلہ کافی طویل ہے۔

انھوں نے عجیل پکڑنے کے لیے حیلہ کیا کہ اس دن بند لگا کر روک لیتے، اگلے دن پکڑ لیتے، کیونکہ اس دن بھیلیاں آتی نہیں تھیں۔ (ابن کثیر)

بہت بڑے فرقہ باز بھی تھے۔ اختلاف رائے الگ بات ہے کہ فروع کو اصولوں کے درجے میں رکھ کر ایک دوسرے کی تکفیر، تفضیل یا تفحیک اور تحقیر کے سامان کرنا بجائے خود بے دینی ہے، جس میں یہ نبی اسرائیل بُری طرح مبتلا تھے: یہودی کہتے عیسائی کچھ نہیں دیکھتے یہودی کچھ نہیں۔

عن ابن عباس: قال لما قدم اهل نجران من النصارى على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اتتهم اعباد يهود فتنازعوا عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال دافع بن حرملة ما انتم على شئ وكفر بعيسى وبالا نبيل وقال رجل من اهل نجران من النصارى لليهود: ما انتم على شئ وجد نيوته موسى وكفر بالثروة (رواه محمد بن اسحاق)

حضور فرماتے ہیں: یہ لوگ بہتر فرقوں میں تتر بتر ہو گئے یعنی بے شمار فرقے بن گئے تھے۔

مع معادية بن ابی سفیان: فلما قدمنا مكة حين صل الظهر فقال: ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ان اهل الكتابين اخترقوا في دينهم على ثنتين وسبعين ملة (رواه احمد عن ابی عامر) وفي رواية: تفرقت امة موسى على احدى وسبعين ملة سبعون منها في النار وواحدة في الجنة وتفرقت امة عيسى على ثنتين وسبعين ملة، واحدة منها في الجنة واحدة في النار وسبعون منها في النار وتعلوا امتي على الفرتين جميعا واحدة في الجنة وثنتان وسبعون في النار (رواه ابوبكر بن مردويه - ابن كثير)

بہت بے اعتبار ہے۔ اپنی کج روی اور بے دینی کی بنا پر ان پر سے لوگوں کا اعتماد اُٹھ گیا تھا: ایک مسلم کا ایک اسرائیلی سے زمین کا جھگڑا تھا۔ مقدمہ حضور کے پاس گیا آپ نے مسلم سے کہا کہ کوئی گواہ؟ کہا: نہیں ہے، یہودی سے کہا کہ: قسم دے! اس نے کہا: ان کی قسموں کا کیا ہے، یہ تو قسم کھالے گا۔

كان بين وبين رجل من اليهود ارض فبحر في الارض فقامت الي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: انك بينة؟ قلت لا! فقال لليهودي احلف! فقلت يا رسول الله انا يحلف فيذهب مالي (رواه احمد)

قالوا: اتماهم يهود وقد يجتثون على اعظم من هذا (البوداؤد)

قالوا: يا رسول الله قوم كف ر (البوداؤد)

آپ نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ اہل کتاب سے مت پوچھا کرو، وہ خود گمراہ ہیں تمہیں کیسے راہ دکھائیں گے۔

لا تسالوا اهل الكتب عن شيء فانهم لن يهدوكم وقد ضلوا (رواہ ابو یعلیٰ)

ابن کثیر

حضور سے کہتے ہیں کہ: پانچ چیزوں کے بارے میں اگر آپ صحیح جواب دے دیں تو ہم مسلمان ہو جائیں گے، جب آپ نے سب کچھ بتا دیا تو کہنے لگے کہ آپ کا دوست اور وحی لانے والا جبریل نہ ہوتا تو ہم آپ کو مان لیتے۔

قالوا افعد ذلك لفارقك دلوكان وليك غيره متابعتك (رواہ احمد بن زبیر)

یہود کا حضور سے جو معاہدہ ہوا تھا، اس کے سب سے اہم قبیلہ بنو قینقاع نے سب سے پہلے دھجیاں بکھیری تھیں۔

ان بنی قینقاع كانوا اول يهود نقضوا ما بينهم وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم

وخابوا فيما بين بدر واحد (رواہ محمد بن اسحاق) فلما كانت وقعة بدر اظهروا

البغى والعسد ونبذوا العهد (ابن سعد)

اول درجے کے بدزبان۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں تک دینے سے پرہیز نہیں کرتے تھے۔

حضور سے سلام علیکم کرتے تو اَلْسَامُ عَلَیْكَ (تجھ کو موت آئے) کہتے تھے (بخاری)

بنو قینقاع کے قلعوں کے پاس جب حضرت علی پہنچے تو نہ کہ وہ حضور کی شان میں بدزبانی

کر رہے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں۔

اذا دنا من الحصون سبع منها مقالة قبيحة لرسول الله صلى الله عليه وسلم

منهم (طبری)

کبھی ”اعنا“ کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے تھے (تفسیر ابن جریر)

حق کو چھپانا۔ صحیح ملک حق کی اشاعت اور حق کی تعمیل ہے، جو لوگ اسے چھپاتے ہیں

وہ اہل حق نہیں ہو سکتے، ان کو کتمان حق کا مرض بھی لگ گیا تھا۔



زانی کو سنگسار کرنے کے متعلق آپ نے ان سے پوچھا تو صاف منکر گئے کہ تورات میں اس کا حکم نہیں، اور رجم کرنے کی جو آیت تورات میں درج تھی اس پر ہاتھ دے رکھا تھا کہ نظر نہ آئے، حضرت عبداللہ بن سلام نے ان کا ہاتھ اور پراٹھا یا تو رجم کا صاف حکم موجود تھا۔

ان الیہود جاؤا الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برجل وامرأة ایسا فقال لہم کیف تفعلون لیمن ذی متکد قالوا نَحْبِسُہُمَا وَنَضْرِبُہُمَا فَقَالَ لَا تَجِدُونَ فی التوراة السَّجَمَ قَالُوا لَا نَجِدُ فیہَا شَیْئًا فَقَالَ لَہُمْ کَذِبٌ قَالُوا یَا تَوْرَاةُ قَاتِلُوہَا اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِینَ، فَوَضَعَ مَدَاسُہَا الَّذِی یدرسہا کتفہ علی آیتہ الرجم فطُفِقَ یَقْرَأُ مَا دُونَ یدہ وما وراءہا ولا یقرأ آیتہ الرجم فنزع یدہ عن آیتہ الرجم فقال ما ہذہ قلہا لَوَا ذلک قَالُوا ہِیَ آیتہ الرجم فامر بہما فرجنا ربخاری

یہودیوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں، رسول کریم نے فرمایا تو پھر حج کرو، کہنے لگے کہ ہم پر حج فرض نہیں کیا گیا۔

قالت الیہود: فنحن مسلمون..... فقال لہم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ فرض علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا فقالوا لہ یمکتب علینا واولا ان یحجوا (رواہ سعید بن منصور۔ ابن کثیر)

پرایا مال اپنا۔ ان کا نظریہ تھا کہ جو غیر یہودی ہیں، ان کا مال بٹور لینا روا ہے، مالیک شخص نے حضرت ابن عباس سے پوچھا، خنک میں چھوٹی موٹی چیزیں مثلاً مرغی وغیرہ مل جائے تو کیا کیا جلتے؟ آپ نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو، کہنے لگے تم نے تو وہی بات کی جو اہل کتاب کہتے تھے۔

انا نصیب فی الغزو من اهل الذمہ المدجاجة والاشاة، قال ابن عباس: نقولون ماذا؟ قال: نقول لیس علینا بذلک یا، قال: هذا کما قال اهل الکتاب: لیس فی الامیین سبیل (راک عمران ع) (رواہ عبد الرزاق)

رب کنجوس ہے۔ ایک یہودی نے حضور سے کہا کہ آپ کا رب کنجوس ہے، خرچ کرتا ہی نہیں۔

قال ابن عباس قال رجل من الیہود یقال لہ شاس بن قیس ان ربک بخیل لا

یفیق (رواہ محمد بن اسحق)

تورات انجیل سے استفادہ نہیں کرتے۔ تورات اور انجیل ان کے سامنے ہے مگر ناپاہہ نہیں

اٹھاتے۔ صرف طوطے کی طرح ان کو پڑھ لیتے ہیں۔

اولیس هذا اليهود والنصارى یقرءون التوراة والانجیل ولا یتفہون بسا فیہما

بیشی (رواۃ ابن ماجہ)

اپنے وقت کے دانشور ہیں۔ وہ اپنے وقت کے دانشور ہیں کہ جھوٹ موٹ بیان کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں ان کو بہت کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو پہلے خود بھی یہودی تھے، انھوں نے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا

ان اليهود قوم کذب (بخاری) قال ابن حجر: هو الذی یمیت السامع بما یفترون علیہ من الکذب (فتح)

ان کے سردار رستہ گیر۔ لٹ کا مال آتا تھا تو چوتھا حقہ ان کا ہوتا تھا۔

عن عدی بن حاتم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا عدی اسلمت سلمت انا من اهل دین، قال انا اعلو بدینک منک فقلت انت اعلو بدینی منی؟ قال: نعم، المست من الرکوسیة وانت تاکل مویاع قومک قلت بل! قال فان هذا لا یحل لک فی دینک الحدیث (رواۃ احمد)

آدم سے پہلے انتظار پھر انکار۔ حضور کی بعثت سے پہلے آپ کا انتظار کرتے تھے جب آگئے تو انکار کیا۔

عن ابن عباس: ان یهودا کانوا یتفتحن علی الادس والخزرج برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل مبعثہ فلما بعثہ اللہ من العرب کفروا بہ (رواۃ محمد بن اسحاق)

الہی! مضر کو تباہ کر۔ یہودی قبیلہ مضر کے خلاف دعا کرتے ہوئے کہا! الہی! مضر کو پاہل کر۔ اور ان کو شدید غم میں مبتلا فرما۔

اللہم اشد وطأتک علی مضر وجعلہا علیہم منین کنی یوسف یعہر (بخاری)

اکثر درگزر فرماتے۔ انتہائی اور نیکیں صورت حال کے سوا عموماً آپ نے ان کی زیادتیوں کو معاف ہی کیا ہے۔

قال اسامہ بن زید: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ یعفون عن

المشوکین داخل کتاب کما امرهم اللہ ویصبر علی الاذی: قال اللہ (فاعفوا واصفحوا)  
(الایۃ) (رواہ ابن ابی حاتمہ۔ ابن کثیر)

اکثر ان کے ساتھ موافقت کرتے۔ جب تک آپ کو اللہ کی طرف سے منع نہ آتی آپ عموماً  
اہل کتاب کے ساتھ موافقت رکھنے کی کوشش فرماتے۔

قالوا هذا يوم صالح، يوم نجى الله عز وجل فيه بنى اسرائيل من عدوهم  
فصامه موسى عليهما السلام فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: انا احق يومئذ  
منكم فصامه وامو يصومه (رواہ احمد وبخاری) کان یحب موافقة اهل الكتاب  
فیما لم یؤمر فیہ بشئ (بخاری)

اہل کتاب سے نکاح۔ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ اہل کتاب بہرہ و نصاریٰ کی عورتوں سے  
نکاح جائز ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ ہے کہ موجودہ حالات میں اس سے  
پرہیز ہی کیا جائے۔

تزوج حذیفة یهودیة فکتب الیہ عمر: خل سبیلها: فکتب الیہ انعم  
انها حرام فاخذل سبیلها فقال لا اذعم انها حرام وسکتی اخاف ان تعاطوا الموت  
منهن (تفسیر ابن جریر طبری)

ان ابن عمر کہہ نکاح اہل الکتاب تناول (ولانکحوا المشرکات حتی یومن) وقال  
البخاری: وقال ابن عمر لا اعلو بشرک اعظم من ان تقول: رہا عیسی (رواہ ابن ابی حاتمہ۔  
ابن کثیر) لیکن یہ قیاس ہے جو نص کے مخالف ہے۔

سنگدلی۔ یہ اس قدر ننگ دل تھے کہ ایک یہودی نے دو پتھروں کے درمیان ایک نوڈی کا  
سر رکھ کر اسے پھیل دیا تھا۔ چنانچہ اسی طرح اس کا سر بھی دبا گیا تھا۔

ان یہودیا قتل جاریۃ علی اذباح لها فرضخ واسها بین حجرین..... فاخذ  
ایہودی فلو یزل بہ حتی اعتوف فامر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
ان یرض واسہ بین حجرین (بخاری وابوداؤد وغیرہ عن انس)

اوبندر وخنزیریو!۔ قریش کے تلمعوں کے زیر سایہ کھڑے ہو کر آپ نے ان کو یوں مخاطب فرمایا۔  
بندر دل اور خنزیروں کے بھائیو! اور طاعت کے پجاریو۔

قامر البنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم قریظۃ تحت حصونہم، فقال یا اخوان

القودة والخنازیر ویا عبد الطاغوت الخ را بن کشیں

دماصل اس میں عبرت آموزہ تعلیم ہے کہ غور کر دیکھ جن آباؤ پر تم فخر کر رہے ہو وہ کیا تھے اور تم خود ان کے نقش قدم پر چل کر کس طرف بڑھ رہے ہو؟  
اوباش۔ ان کا با اثر طبقہ اوباش قسم کے لوگوں پر مشتمل تھا۔

زمانہ جاہلیت میں قلیون نامی ایک با اثر یہودی تھا، جس کا یہ حکم تھا کہ جس لڑکی کی شادی ہو، پہلے اسے اس کے پاس بھیجی جائیے، اس کے بعد وہ اپنے اصلی گھر جاسکتی ہے جس کو آخر ایک غیور شخص نے قتل کر ڈالا تھا (وفاء الوفاء)  
ایک انصاری لڑکی ان کی دکان پر پہنچی تو انھوں نے بازاری انداز میں اسے چھیڑا۔

(البرد او د وغیرہ)

غیر عادلانہ نظام۔ بنو نضیر کے اگر کسی فرد کو بنو قریظہ کا آدمی قتل کر دیتا تو بدلے میں اسے قتل کر دیا جاتا، اگر بنو نضیر کا آدمی بنو قریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو قاتل قتل نہ کیا جاتا، اس کے صرف تاوان وصول کر لیا جاتا۔

اذا قتل رجل من قریظة رجلا من النضیر قتل به واذا قتل رجل من النضیر رجلا من قریظة فعول بمائة وسق من تمر (البداء) لیکن جب اسلام آیا تو پھر قصص کا اصول جاری ہوا: النفس بالنفس (البداء)

ان کو اسلام میں پہل نہ کرو۔ یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کرو۔

لا تبدوا لیهود و نصاریٰ اذا لقیتم (مسلم۔ ابو ہریرہ)

وعلیک یا علیکم کہو یہود جب سلام کرتے ہیں تو اسلام علیکم (تم کو موت آئے) کہتے ہیں تم بھی جوا یا صرف "علیکم" اور "علیک" کہنا کرو۔

اذا سلم علیکم لیهود فانا نقول احدهم "اسلم علیکم" نقل (صحیحین) ابن عمر  
اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا علیکم (صحیحین۔ انس)

ایک دفعہ یہودیوں کے ایک گروہ نے ایسا کیا تو حضرت عائشہ بولیں: علیکم السلام ولعنة بعض روایات میں ہے: السلام علیکم ولعنة الله وغضب علیکم مگر آپ نے فرمایا: اے عائشہ نرمی کرو۔

استاذن رھط من الیہود علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا السلام علیکم



نقلت بل علیکم السلام واللغة (صحيحین - عائشة) وفي رواية لبنحاري: السامع علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مهلا یا عائشة علیک بالوفق (بنحاری)

یہ لوگ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ حضرت زید فرماتے ہیں، آپ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا، مجھے مکاتیب کے سلسلے میں ان سے ڈر لگتا ہے۔

امرونی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال انی ما امن یهود علی کتاب (ترمذی - زید بن ثابت)

ان پر راستہ تنگ کر دو۔ جب پاس سے یہود گزریں تو ان پر راستہ تنگ کر دو (تا کہ وہ ہلکا کمری میں مبتلا رہیں)

واذا لقیتم احدہم فی طریق فاضطربہ الی اضیقہ (مسلم - ابو ہریرہ)  
چھینک، کا جواب۔ یہود عموماً حضور کے پاس بیٹھ کر چھینکیں لیتے تاکہ آپ ان کو پرہیزگار اللہ کہیں مگر آپ اس کے بجائے یہودی کو اللہ ویصلح بالکم کہتے۔

كان اليهود یغاطسون عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرجون ان یقول لہم یرحمکم اللہ فیقول یھدیکم اللہ ویصلح بالکم (ترمذی - ابو موسیٰ)

ایمان نہ لائے تو دوزخی۔ یہودی اور نصرانی رسول کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو دوزخی ہوں گے۔

والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع فی احد من هذه الامۃ یہودی ولا نصرانی ثم

یسوت ولم یومن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار (بخاری و مسلم)

نمازیں نہ لکھیں بند نہ کرنا۔ حضرت مجاہد کا کہنا ہے کہ نماز میں آنکھیں نہیں بند کرنا چاہیے کیونکہ یہ یہود کا طریقہ ہے۔

یکوۃ ان ینفض الرجل عینہ فی الصلوۃ کما ینفض الیہود (مصنف عبد الوزاق ص ۲۴۱)

امام ابن سیرین فرماتے ہیں کہ، اگر ادھر ادھر کا وہیان اور اتفاقات نمازیں زیادہ ہو جائے اور آنکھ بند رکھنے سے فائدہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

کان یؤمن اذا کان یکثرا لالتفات فی الصلوۃ فلیغمض عینہ (ایضاً)

عبادت اور ساز۔ سرور اور ساز غیر مسلم اقوام کی عبادت کا جزو ہیں، یہی حال قوم یہود اور نصاریٰ کا ہے، جو ان کے گرجوں میں اب بھی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ جب عبادت کے لیے بلاتے تو ساز سے ہی مدد لیتے۔

فقال بعضهم اتخذوا مثل ناقوس نصاری دقال بعضهم قرننا مثل قرن الیہود و صحیحین عن ابن عمر

ساز نفاثی تحریک کے لیے کھاد کا کام دیتے ہیں، عبادت کا تقاضا ہے کہ: نفاثی تحریک کو رام کیا جائے، ان حالات میں ان سازوں سے انھوں نے جو کچھ پایا ہے، ہم سب کے سامنے ہے، اب مسلمانوں میں بھی ایک طبقہ سماع اور غنا کو دینی تقریبات اور شعار کا جزو بنا کر ان کی دھڑوں پر دوڑنے کی سعی کرنے لگا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے! ام ابن الیم فرماتے ہیں جب نصاریٰ کے دھڑوں اور ہنڈوں نے دیکھا کہ عوام دین سے بیزار ہو رہے ہیں تو انھوں نے موسیقی تصاویر اور ساز تقریبات کو اپنی عبادت کا جزو بنایا تاکہ لوگ جمع ہو جایا کریں۔

ولما علمت الوہبان والمطارنة والاسقفۃ ان مثل هذا الدین تقو عنہ العقول اعظم نفرة، شدة بالحیل والصورة فی الحیطان بالذهب واللاتودود والزنجفرو بالاذل وبالاعباد المحدثۃ (اغاثۃ ۲۹)

معلوم ہوا کہ: ساجد کو مزین اور آراستہ پیراستہ کرنا بنی اسرائیل کی نقالی ہے اور روح عباد کے لیے مضر۔ یہی حال بدعی تقریبات اور گائے گائے عبادت کی رسومات ادا کرنے کا ہے۔

## ترندی شریف مع اردو ترجمہ

ترندی شریف ترجمہ از علامہ بدیع الزمان صاحب برادر اکبر علامہ وحید الزمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ایک طرف احادیث اعراب کے ساتھ بالمقابل سلیس اردو ترجمہ، ہر حدیث کے نیچے نہایت شاندار شرح جو کہ ایک عالم اور علم آدمی کے لیے یکساں مفید ہے، کاغذ سفید کلنر، سنہری ڈائی دار علاوہ ازین عربی، اردو، دینی کتابیں خریدنے اور بیچنے کے لیے ہمیں یاد فرمائیں

ملنے کا پتہ

محانیہ دارالکتاب امین پور بازار ایلکپو

# علم اسلام کے سیاسی سربراہوں کے نام

(قسط ۴)

بہتر بعد اچھے حکمرانوں کی علامات

۲۲۔ عن عوف بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

خيار ائمتكم الذين يحبونكم ويحبونكم عليكم وتصلون عليهم -  
وشرا ائمتكم الذين ينفضونهم وينفضونكم وتبلغونهم

ويعنونكم (درواہ مسلم)

حضرت عوف بن مالک، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ  
آپ کا ارشاد ہے:

تمہارے بہترین سیاسی پیشوا وہ ہیں جن سے آپ محبت کریں اور وہ آپ کو دل سے چاہیں  
آپ ان کو دعائیں دیں وہ آپ کو دعائیں دیں۔

تمہارے برے سیاسی حکمران وہ ہیں جن کو آپ پسند نہ کرتے ہوں نہ وہ تمہیں پسند کرتے ہوں  
آپ ان پر لعنیں کرتے ہوں اور وہ آپ پر۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیاسی حکمران کو قوم کی آنکھوں کا تار اور محبوب ہونا چاہیے کہ ان کے حق  
میں آپ کے دل سے دعائیں نکلتی ہوں اور وہ آپ کی فوز و فلاح اور عافیتوں کے لیے راتوں کو  
اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کرتے ہوں۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو پھر سمجھ لیجیے! کہ وہ برے ہیں اور  
ان سے خیر اور بھلائی کی توقع عبث ہے، وہ قوم کو اتو تو بنا سکیں گے لیکن ان کو ہوش بھی دیں؟  
ایں خیالست و محالست و جنوں

یہ بات اصلی اور سچے مسلمانوں کی ہے کہ ان کا مزاج ان حکمرانوں کو برداشت کرے اور  
ان کے لیے ان کے دل سے بے ساختہ دعائیں نکلتی ہوں، باقی رہے وہ مسلمان جو ذوق مسلمانی  
اور غیرتِ ایمانی سے محروم ہیں، اور قریب سلطان کو قریب الہی سے مقدم رکھتے ہیں تو ان کی پسند  
نا پسند کوئی زبانی ترازو نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ: انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں

بداد پر آتے ہیں اور انہی کی مسلمانوں کے ہونے ہوئے دین فروش ملک و ملت پر قابض ہو چکے ہیں۔  
اتفاق اور اتحاد کی مثال

۲۳۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ المؤمن للمؤمن کالبینین  
یشد بعضہ بعضا (رواہ مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا ارشاد ہے کہ مومن دوسرے مومن کے لیے ایک دیوار کی مانند ہے۔ اس کی ہر اینٹ ایک  
دوسرے کو استحکام اور سہارا بخشتی ہے۔

دنیا میں سارے لوگ ایک جگہ نہیں رہتے، کوئی یہاں تو ہے اور کوئی وہاں، لیکن یہ مسافت  
اور بعد ان کے اندر دنیائی اتحاد اور اتفاق پر اثر انداز نہیں ہوتا، کیونکہ ان کا ذہن، مقاصد، اصولی مسائل،  
دین، رُخ اور دل ایک ہوتے ہیں، ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔ شکل میں  
بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کرتے ہیں، وہ کہیں ہوں، کوئی ہوں وہ ایک دوسرے کے  
استحکام کا موجب ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

اگر مسلمان محالک اپنے آپ کو ایک دوسرے میں مدغم کر کے مملکت کو ایک عظیم اور ناقابل تسخیر  
ریاست میں مشہور نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک دوسرے کے مسائل کو اپنے مسائل تصور کریں اور ایک  
دوسرے کی خوشی اور غمی میں برابر کے شریک رہیں۔

ظلم، ظلمات بن جائے گا۔

۲۴۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الظلم ظلمات یوم  
القیمة (رواہ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ  
قیامت میں ظلم، کئی اندیزے بن جائے گا۔

ظلم بے انصافی کو کہتے ہیں اور وہ کسی بھی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہتے ہیں تلوار کا کھیت کنبھی  
ہر انہیں ہوا، یہی کچھ قیامت میں ہوگا اور یہ ظلم، ظلمات بن جائے گا کہ ان کی تاریکیوں اور اندھیروں  
میں ظلم کو کچھ نہیں سمجھائی دے گا اور کہیں سے بھی امید کی کرن نہیں پھوٹے گی۔ اخروی مستقبل پر  
کا پورا تاریک ہو جائے گا۔ پھر وہی کچھ ہوگا جو سر تا پا حوصلہ شکن ہوگا۔

اس ظلم کے دائرے مختلف ہوں گے۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہوگا، اور اس کے اندیزے سب



سے بڑے ہمدید اور آزار دہ ہوں گے اس کے بعد بندوں کی باہمی بے انصافیوں کا سلسلہ ہوگا، جو انسان کے لیے کم فتنہ نہیں ہوگا، اور کچھ رعایا اور حکمرانوں کی بے انصافیوں کا دائرہ ہوگا، جو تاجداروں کے لیے سب سے بڑھ کر رسوا کن اور آزار دہ ہوگا۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص پہلے ہی اس کا مداوا کر لے۔ سوچ لے اور اپنی زندگی کو ان سے ابھی سے پاک رکھنے کی کوشش کر لے۔

کنونت کو دست راست خالصے مکن      وگر کے برآری تو دست از کنش

قرآن اور تلوار

۲۵۔ وقد روى عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهما قال:

امونا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان نضربا بهذا (يعني السيف) من عدل

عن هذا (يعني المصحف) (المياسة الشرعية لابن تيمية)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی باقی ہے کہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ نے حکم دیا کہ جو شخص اس سے منہ موڑے ہم اس کی پٹائی اس (تلوار) سے (کیا) کریں۔

(المياسة الشرعية لابن تيمية)

”تلوار اقتدار کی جان ہے، گویا کہ اسلامی اقتدار کی غرض و نیت قرآن اور قرآنیات کا تحفظ ہے۔ اگر مملکت کے دائرے میں قرآن کو مان کر اس کے خلاف چلنے کی کوشش کی جائے تو تلوار کے ذریعے اس کے بل نکلنے کی کوشش کی جائے گی بہر حال تلوار بے مصحف (قرآن) چمکیزی ہے اور مصحف بے تلوار رو باہمی۔ اسلام میں ان دونوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

جب کوئی با اثر شخص جرم کرتا۔

۲۶۔ عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

انما هلك بنا اسرائيل انهم كانوا اذا سرق فيهم اشترفت توكوة واذا سرق

فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد والذى نفس محمد بيده لو ان فاطمة

بنت محمد سرت لقطعت يدها (الصحيحين)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا :-

بنو اسرائیل (یہودی اور عیسائی) ہمیں صرف اس لیے تباہ ہوئے کہ جب کوئی با اثر شخص چوری

کرتا (تو) اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر مدد جاری کر ڈالتے، بنڈا! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ بھی (خدا نخواستہ) چوری کرتی (تو) یقین کیجیے! میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔“

قانون اور اقتدار کی یہ ایک جتنی جس قدر منسلک ہے، اسی قدر عام بھی ہے۔ بڑے لوگوں کو کوئی نہیں پڑھتا، اگر کوئی بے نورہ نادر اور غریب آدمی کوئی کوتاہی کر بیٹھے تو قانون اور اقتدار کا غیظ و غضب دیدنی ہوتا ہے۔

رسول کریم جو دین لائے ہیں، اس میں کسی کے لیے کوئی استثناء نہیں۔ خود رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو معصوم عن الخطا بھی ہیں اپنے آپ کو قانون سے بالاتر نہیں رکھا۔ دوسرے کسی کا کیا مذکور؟

اگر قانون اور اقتدار میں حوصلہ ہو اور عدل و انصاف کی کچھ شرم بھی تو یقین کیجیے! وہ شاہان وقت پر بھی ہاتھ ڈالتے سے نہیں ہچکچاتے۔ مگر آہ! اس جدید اور روشن دور میں جس قدر قانون اور اقتدار ایک چشم بزرگ رسوا ہو رہے ہیں، وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے اس لیے ملک میں ظلم اذراں اور انصاف گواں بکمزور بے بس اور طاقتور اور شیر بیشہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ معصیت میں اطاعت جائز نہیں۔

۲۷۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعة فی معصیۃ انما الطاعة فی المعروف (رداۃ مسلّم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (خدا کی) نافرمانی میں کسی کی اطاعت (جائز نہیں، تعمیل صرف معروف میں کی جاتی ہے۔) ماں باپ، استاد، حکمران، برادری، چہدری، اولاد، دوست کی غلط باتوں میں جس طرح تعمیل کی جاتی ہے کسی سے غصی نہیں ہے۔ بہر حال یہ سرتاپا معصیت ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے، شرک کے معاملہ میں والدین کی اطاعت نہ کیجیے! ہاں خدمت میں کسر نہ چھوڑیئے۔

وَ اِنْ جَاهِدَاكَ عَلَىٰ اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبُہُمَا

فِی الدِّیْنِ مَعْرُوفًا (نقصان)

امت میں بدترین لوگ۔

۲۸۔ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

سیکون رجال من امتی یا کون الوان الطعا ویشربون الوان الشراب ویلبسون الوان الثیاب ویتشدون فی الکلام اذ لبیک شرار امتی (رداۃ فی الحلیۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو رنگ برنگے کھانے کھائیں گے، انواع و اقسام کے مشروب پیئیں گے اور رنگ برنگے لباس (خافہ) پہنیں گے اور بڑے طعرات سے باجھیں پھلا کر باتیں کریں گے۔ میری امت میں وہ لوگ سب سے برے ہوں گے۔

(حلیۃ الاولیاء)

جو لوگ مندرجہ بالا امور میں منہمک رہتے ہیں وہ تن و توش کے غلام ہوتے ہیں، ان میں انسانیت کم بہیمیت زیادہ ہوتی ہے۔ قلب و نگاہ کی معصومیت داغدار ہو جاتی ہے مگر نفسانی خواہشات حکمران بن جاتی ہیں، اس لیے امتی ہونا تو بڑی بات ہے، وہ ایک بے آدمی بھی نہیں رہتے؟ یہ انسان نما لوگ، اصل میں حیوان ہوتے ہیں، جن کو انسانیت سے زیادہ نفسانیت سے دلچسپی رہتی ہے۔ پس ایسے لوگوں کو پہچانیئے اور ان سے بچئے۔

شراب نوشی

۲۹۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مد من الخمرات مات بقی اللہ کعابد وثن (رداۃ احمد)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو خدا شراب پیتا ہے، اگر وہ (اسی حالت میں) مر گیا (تو) ایک بت کے سچاری کی حیثیت سے اللہ سے ملے گا؟

ایمان، ہوش میں آنے کا نام ہے، شراب ایک ایسی کیفیت کی خلاق ہے جو ہوش کی دشمن اور دشمنِ جان و ایمان سے بھی بے خبر رکھتی ہے۔ شراب دراصل نفسِ بہیمی کا سب سے بڑا داعیہ ہے، نفس کے لیے شراب سے بڑھ کر اور کوئی عیاشی نہیں ہے، اس لیے جو لوگ نفس کے اس مطالبہ کی تکمیل کے لیے سدا مستغرق رہتے ہیں گویا کہ نفس جیسے بت کے سامنے وہ سجدہ ریز رہتے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں جو واقعہ تھا مگر زبان اس کے اعتراف سے تامر تھی، وہی کیفیت اب آخرت میں اس کے انگ انگ سے پھوٹ پھوٹ کر نکلے گی۔ اور سرسید راز سامنے آ جائے گا کہ شخص گویا ہر باہر کے دشمن اور بت کے سامنے سجدہ ریز نہیں تھا تاہم اپنے سینہ میں پوشیدہ نفس جیسے منہم

کے حضور وہ سیدہ ریزہ ضرور رہا اس لیے اس کے ساتھ معاملہ بھی ایک "دشمنی" جیسا کیا جائے گا۔

### اسلامی جہاد

۳۔ قال ابو موسیٰ الاشعری ان رجلاً عراباً اتى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم

فقال يا رسول الله الرجل يقاتل للمغنم والرجل يقاتل ليدكر والرجل

يقاتل ليرى مكانه فمن في سبيل الله! فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

من قاتل لتكون كلمة الله اعلى فهو في سبيل الله۔ (رواه مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

کی خدمت میں ایک دمیاتی آئے اور پوچھا۔

حضور! ایک شخص مال غنیمت کے لیے لڑتا ہے، کوئی اس لیے لڑتا ہے کہ اس کی دھوم ہو

کوئی لڑتا ہے کہ دنیا کو اس کے مرتبے کا پتہ چلے (کہ بڑا بہادر ہے) تو ان میں سے فی سبیل اللہ

کون ہے؟

فرمایا، جو صرف اس لیے قتال کرتا ہے کہ اللہ کا دل بالا ہو، بس وہی فی سبیل اللہ ہے۔

اغلانے کلمۃ اللہ کے لیے لڑتا اور اس سے مقصود اس کی خوشنودی کا حصول ہو تو بس وہ جہاد

فی سبیل اللہ ہے۔ ان دو میں سے ایک بھی کم ہر جگہ تو وہ اور جو کچھ ہو، سبھی ممکن ہے لیکن وہ جہاد

جہاد فی سبیل اللہ اور وہ جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔

حدود اللہ کا نفاذ۔

۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ:

"حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کو قائم اور نافذ کرنا خدا کی زمین پر چالیس رات کی

(مسئل) بارش سے کہیں بہتر ہے" (ابن ماجہ)

معصیت بہت بڑی نحوست ہے، برکت چھن جاتی ہے، مصائب و آلام کا نزول طوفانی

شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بندوں کا استحصال، خود غرضی اور نفسی نفسی کا دور دورہ شروع ہو جاتا

ہے۔ قانون کا احترام دل سے اٹھ جاتا ہے۔ حکمران مہین اور ابن الوقت حکمران بن جاتے

ہیں، گاہک ڈاکو اور دکاندار جیب کترے ثابت ہوتے ہیں اولاد نا فرمان اور شاگرد باغی ہوتے

ہیں، کیفیت روٹھ جاتے ہیں، آسمان ناراض دکھائی دینے لگتے ہیں، بارش کی ہر بوند دشمن



کی کوئی اور ہوا کا ہر جھونکا مار بہنم کا دھواں بن جاتا ہے۔ انسان کی ترقی کا ہر قدم ابن آدم کے لیے قدمِ مہمت ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایک ایسا رولر بن جاتا ہے جو انسانی عافیتوں اور مستقبل کو کھینچے ہوئے آگے جڑھتا ہے۔

حدود اللہ کے نفاذ کے معنی ہیں کہ مملکت بے لاگ اسلامی قوانین کے جاری کرنے میں غلصہ ہے اور اگر دنیا میں قانون، خاص کر اسلامی قانون کی حکمرانی قائم ہو جائے تو ان جرائم اور معصیت کا سد باب ہو جائے جس کی وجہ سے دنیا میں بگاڑ اور بے اطمینانی راہ پاتی ہے۔ اور خلق خدا ظلم و عدوان اور انواع و اقسام کے فتنوں کی آماجگاہ بن سکتی ہے۔ کاش! جس اسلامی نظام عدل و سیاست کی ضرورت اور افادیت کا احساس غیروں کو بھی ہونے لگا ہے مسلمان ملک کو بھی اس کا احساس ہو جائے۔

حکمرانوں کے وزراء

۳۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

”جب اللہ تعالیٰ کو کسی حکمران کی بھلائی منظور ہوتی ہے تو اس کے لیے غلصہ وزیر کا بندہ کر دیتا ہے اگر اس سے بھول ہو جائے تو وہ اسے یاد کر دیتا ہے، اگر اسے یاد ہو تو اس کی اعانت کرتا ہے اگر اس کے بچائے اس کے لیے کچھ اور منظور ہوتا ہے تو اس کے لیے ایک ایسے وزیر کے سامان کر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اللہ یاد نہ کر لے اگر اسے یاد ہو تو اس کی کوئی مدد نہ کرے۔“

دنیا میں کوئی بھی حکمران مشرعوں، صلاح کاروں اور وزیروں سے بے نیاز نہیں ہوتا، لیکن یہ بات کہ ان کو کیسے صلاح کار اور وزیر ملنے چاہئیں؟ وہ اس بات پر منحصر ہے کہ وہ خود کیسا ہے اگر وہ خود بھلے انسان ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ صلاح کاروں کے انتخاب میں بھی ان کی مدد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر لوگوں کو ان کا وزیر بنا دیتا ہے جو ہر لغزش پر انھیں تھام لیتے ہیں اور ہر بھلے اقدام پر ان کی اعانت کرتے ہیں، اگر وہ خود غیر محتاط لوگ ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ دلیسا معاملہ کرتا ہے۔ بڑے مشہر، شاطر وزیر اور جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ران کو ہیا فرما دیتا ہے، اگر وہ ٹھوکر کھاتے ہیں تو: ”چڑھ جا بیٹا سولی پلیم صلی کرے گا“ کی صدا بلند کرتے ہیں، اگر کبھی ان کو بھلائی کا احساس ہو جائے تو: ”تو جان اور تیرا کام، کہہ کر الگ ہو رہتے ہیں۔“ گویا کہ

دور اور صلاح کار خود حکمرانوں کے اپنے اعمال ذہنیت اور اہلیت کا عکس اور نتیجہ ہوتے ہیں۔  
— بس جیسے کو تیا۔ اور یہ وہ حقیقت کبریٰ ہے جو ہر فرد نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے  
مگر عبرت؟ سودہ اچھی قسمت والے ہی کپڑے ہیں۔

### افراق کے سامان

۳۳۔ عن مَرْفَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ سَيَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اطَاعَانَ يَفُوقَ أَمْرَهُذِهِ الْأُمَّةَ ذَهَبِي جَمِيعٍ  
خَاضِعٌ لَهُ بِالسَّيْفِ كَأَنَّ شَأْنًا مِنْ كَانِ (رواہ مسلم)  
حضرت عرفجہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے  
سنا کہ :-

عقربِ شر و فساد برپا ہوں گے تو جو شخص ملتِ اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا کوئی  
اقدام کرے، اور وہ کوئی بھی ہو تو چاہیے کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔  
جب ملک میں بے اطمینانی کی کوئی لہر اٹھتی ہے تو شاطر اور بد نیت لوگ اس کو مزید ہوا  
دے کر افراق و انتشار کو ہوا دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز کمزور ہو امدان کے ہاتھ کچھ آ  
جائے۔ اسلام کی نگاہ میں ایسے لوگ حوصلہ افزائی کے مستحق نہیں ہیں بلکہ گردن زدنی ہیں حکومت  
کو چاہیے کہ ان تخریب کاروں کا احتساب کرے۔ لیکن حبیبِ اربابِ حکومت ہی ملک میں  
بدگمانوں کے جال پھیلانے پر مصر ہوں، پھوٹ ڈالو اور حکومت کو، جن کا اصول بن گیا ہو اور  
ملتِ اسلامیہ میں باہمی منافرت کی سرپرستی بھی وہ کرتے ہوں تو پھر کیا ہو؟  
ع کوئی تباہی کہ ہم بتلائیں کیا؟

ہم محسوس کرتے ہیں کہ الیکشن کا موجودہ سسٹم، ملتِ اسلامیہ کے انتشار اور افراق کا  
جو موسم مہیا کرتا ہے اس کے بعد کسی دوسرے دشمن کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔  
یہ فتنہ آدمی کی خانہ دیرانی کو کیا کم ہے  
ہم نے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں تو

باقی رہی تعمیری تنقید؛ سو اگر کسی کو ملک و ملت کی فلاح اور بہبود منظور ہوتی ہے تو وہ حکمران  
اس سے استغناء کرتے ہیں ورنہ کال کوٹھڑی میں ڈال کر انھیں زنداں کی زینت بنا دیتے ہیں۔  
بہر حال اربابِ اقتدار اور بیشتر اپوزیشن جماعتوں کا عمل کچھ زیادہ قابلِ تحسین نہیں ہے۔

## پھر ہم بُرے مکران مسلط کر دیں گے

۳۴۔ عن ابن، مریفہ، والذی نفسی بیدہ لا تقفہ الساعۃ حتی یمشی اللہ امراء کذبة ووزراء فحیرۃ واعواما خونة وعرفاء عظمۃ وفرا دفسقة سیماہم سیم الدہبان وقلوبہم انتن من الحیف اھواؤہم مختلفۃ فیفتح اللہ لہم فتنۃ عبرا مظلمۃ فیتھا فکون فیہا والذی نفس محمد بیدہ لیتنقض الاسلا عروۃ حتی لا یقال اللہ اللہ لتامرون بالمعروف ولتنتھون من المنکر اولیسلطن اللہ علیکم اشوارکم فیومونکم سوء العذاب ثوبید عواخیارکم فلا یتعجب لہم لتامون بالمعروف ولتنتھون عن المنکر اولیسعثن اللہ علیکم من لایرحم صغیرکم ولا یؤقربکم کوکھ درواہ ابن ابی الدنیاء الجواب الکافی لمن سأل من الدواعی الشافی لابن القیمؒ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

”مجھے اس ذات (پاک) کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، بیان تک کہ جھوٹے مکران، فاسق فاجر وزرا، خائن معادنین، ظالم چودھری اور لیے فاسق علماء جن کی پشائیاں صوفیوں جیسی ہوں گی مکران کے دل موار سے زیادہ مردار اور متعفن ہوں گے۔ ان سب کی خواہشات اور مقاصد ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ ایک ایسا کالکھٹا فتنہ مسلط کر دے گا جس میں وہ گرتے ہی جاؤں گے۔“

قسم ہے اس ذات (پاک) کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے اسلام کی ایک ایک کڑی ٹکڑے ہو جائے گی بیان تک کہ کسی طرف سے اللہ اللہ کی آواز نہیں آئے گی، تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر دے گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اشتہار (بدترین) لوگوں کو مسلط کر دے گا۔ پھر وہ تم کو برے سے برے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ پھر تمہارے اختیار (بیدار صلحاء) دعائیں کریں گے مکران کی ایک نہیں سنی جائے گی (پھر سن لیجیے) تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دے گا جو تمہارے کم سن اور معصوم بچوں پر ترس نہیں کریں گے اور تمہارے بزرگوں کا احترام نہیں کریں گے۔“

بخت نصر جب عذاب الہی بن کر بنی اسرائیل پر ٹوٹ پڑا تو بنی اسرائیل کے ایک نبی نے دیکھ کر فرمایا:

”الہی! یہ ہمارے اپنے کر قوت کا نتیجہ ہے کہ ایسے شخص کو تو نے ہم پر مسلط کر دیا ہے جو تجھے نہیں پہچانتا ہے نہ ہم پر رحم کرتا ہے۔“

نظریۃ نبیاء بنی اسرائیل الی ما یصلع بہم بخت نصر: فقال بما کسبت ایدینا سلطت علینا من لا یعرفک ولا یرحمنا (کتاب الجواب الکافی لمن سأل عن الداء الشافی ص ۳)

خود بخت نصر نے حضرت علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ: آپ کی قوم پر کس چیز نے مجھے مسلط کیا ہے؟ فرمایا: تیرے گناہوں کی کثرت اور میری قوم کی اپنے آپ سے بے انصافی۔

قال بخت نصر لدا نیال ما لادی سلطنی علی قومک؟ قال عظم خطیئتک وظلم قومی انفسہم (ایضاً)

یہ حدیث اپنے مضمون میں بالکل واضح اور دو ٹوک ہے: یعنی دین سے انحراف اور بد عملی، ملک و ملت کے لیے آزار دہ قوتوں کا پیش خیمہ ہوتی ہے اور خلق خدا عذاب کی ایسی پکی ہیں پنا شروع ہوتی ہے جو گنہ اور گنہوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتی۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے کہ: آپ خود کن حالات سے گزر رہے ہیں؟ ہر حکمران کے ہاتھ بندھے ہوں گے۔

۳۵۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما من امیر عشوۃ الایویتی یوم القیمۃ مغلولاً حتی یفک عنہ العدل او یولقہ الجور (داعی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا حکمران بھی قیامت میں آئے گا تو ان کے ہاتھ بندھے ہوں گے، اب عدل و انصاف اسے نجات دلائے گا یا ظلم و جور کے ہاتھوں تباہ ہوگا۔

دنیا میں ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے اقتدار ہاتھ آجائے، چودھری بن جائے، افسر کہلائے اور کچھ لوگ ان کے ماتحت ہوں اور وہ ان پر حکومت کرے۔ اگر ان کو اقتدار اور چودھراہٹ



کہ یہ انجام نظر آجائے جو ادھر کی حدیث میں آیا ہے تو یقین کیجیے! اقتدار کی کرسی ہمیشہ ہی خالی ہے۔  
 بہر حال اقتدار اور امارت پھولوں کی نہیں کانٹوں کی سیج ہے۔ خمار اس کا کیف آور ہے۔ مگر  
 انجام اس کا حوصلہ شکن ترش۔ اس لیے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ چودھراہٹ کے بغیر چارہ تر نہیں  
 ہے لیکن چودھری ہیں دوزخ کا انیدھن۔ ان العرافۃ حق ولا بد للناس من العرافۃ وکن  
 العرافۃ من النار (ابوداؤد)

### قرب سلطان کا فتنہ

۳۴ عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من لزم السلطان افتتن  
 وما اذا دعب من السلطان دُئق الا اذا دامن اللہ یعدا (ابوداؤد)  
 رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے بادشاہ کی صحبت اختیار  
 کی وہ فتنہ میں پڑ گیا۔ جو بندہ جتنا شاہ وقت کے قریب ہوتا ہے اتنا وہ ریسے  
 دور ہوتا ہے۔

قرب سلطان کی خواہش ہر دل میں چھکیاں لیتی ہے اور مذہب، ورع و عافیت کے بڑے  
 بڑے جفا دری بھی ہم نے اس کے میدانوں دیکھے ہیں۔ لوگوں کی کیا بات کہ جس عہد جماعت  
 اہل حدیث جس نے غیر اللہ کے ہر رشتے توڑ ڈالے تھے، اب ان میں بھی بعض دنیا داروں کو  
 سیاسی داستانوں کے ذریعے شاہوں کا درباری بننے کا خط لاتی ہو گیا ہے۔ حکومت کے  
 درباریوں میں جن کو منس بازار تصور کیا جاتا ہے، جماعت اہل حدیث کے بعض کم فہم لوگ  
 انہی کو شاہی درباروں میں بار یا سب ہونے کے لیے ”وسیلہ بنا کر چل رہے ہیں۔ انا للہ وانا  
 الیہ راجعون۔“

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حضرت وکیع شاہوں سے کبھی نہیں ملے: ان وکیع عالم  
 یخسلط بالسلطان (تقدمت الجرح والتعديل) حضرت سفیان ثوری نے حضرت امام  
 ابن المبارک کو لکھا کہ بادشاہوں سے بچ کر رہیے! وایالک والمسلطان (ایضاً) ایک دفعہ  
 ابو جعفر نے حضرت سفیان ثوری سے کہا کہ: کوئی کام؟ انھوں نے کہا کہ: بس یہ کہ مجھے کبھی  
 یاد نہ فرمایا کریں ان لاتعدونی حتی انتی (ایضاً) — بعض لوگوں نے  
 شامیوں سے میل جول رکھنے سے پرہیز نہیں کیا مگر اپنی حاجات کے لیے نہیں بلکہ صرف تعلیم  
 اور تبلیغ کے لیے۔ جس طرح ہمارے بعض مہربان اپنے مصالح کے لیے حکمرانوں اور ان کے آنتاؤں



کا طواف کرتے رہتے ہیں وہاں بہر حال ایسی سخت نہیں پائی گئی۔  
**تنخواہ کے علاوہ استحصال**

۳۷۔ عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: من استعملناہ علی عمل فمذقناہ رزقا فما احدث بعد ذلک فهو غُلُول (ابوداؤد)  
 فرمایا: جس شخص کو ہم نے کسی عہدہ اور منصب پر فائز کیا اور اس کا روزنہ (بھی) مقرر کیا (تو) اس کے بعد وہ اور جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

الغرض! تنخواہ کے علاوہ محض اپنے عہدہ اور منصب کی وجہ سے جو کچھ بھی وہ وصول کرے گا، وہ ملک و ملت کے مال میں خیانت ہوگی اور جو فائز ہوتا ہے وہ سرکاری عہدہ کے لحاظ سے نا اہل قرار پاتا ہے۔ اور یہ ایک واقعہ ہے کہ: آج کل رشوت کا جو سلسلہ جاری ہے اس نے سرکاری ملازمین کی ساری روزی کو تقریباً تقریباً مستقبہ بنا دیا ہے۔ غور طلب یہ بات ہے ایسے لوگوں کے حج، روزہ، نماز اور زکوٰۃ یا دوسری خیرات اور اعمال کا کیا بنے گا؟ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کیا ہوگا؟ بہر حال ابھی وقت ہے کہ دوست اس صورت حال اور اس کے سنگین نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

**کفر اور شرک کے خلاف جہاد**

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: جاهدوا الشکین باموالکم وانفسکم واستنکم (ابوداؤد)

”فرمایا: مشرکوں کے خلاف جہاد کرو، اپنے مالوں سے، جانوں سے اور زبانوں سے۔“

جہاد باسیف، یہ حکومت کا فریضہ ہے۔ جب وہ اس کا اعلان کرے تو اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کرنا ہر ایک کا دینی فریضہ بن جاتا ہے۔ اگر حکومت غفلت شعار ہو تو اس کو اس کی ضرورت کی طرف سے متوجہ کرنا چاہیے۔ الغرض کفر و شرک کو مٹانے کے لیے جتنا اور جیسا کچھ جہاد ممکن ہو کر گزریں۔ یہ جہاد صرف کفاروں کے خلاف نہیں بلکہ کفر و انانہ مسلمانوں کے خلاف بھی ممکن ہوتا ہے لیکن خانہ جنگی کی اجازت نہیں ہوتی، ہاں ان پر دباؤ تیز تر کر دینا جائز بلکہ فرض ہو جاتا ہے۔

جہاد مسلمانوں کے استحکام اور ترقی کا ضامن ہے جب سے مسلمانوں نے اس کو نظر انداز کیا ہے خدا نے بھی ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔

## رسول کو چھوڑ کر دوسرے کا اتباع

۳۹۔ عن جابر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والحدی نفسی محمد بنیدہ

لو بددکم موسیٰ فاتبعموه و ترکتمونی لفصلتم عن سواء السبیل ولو

کان حیاء و ادبکم نبوی لا تبعنی (مشکوٰۃ)

”فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ (بھی) نمودار ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو تو تم سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے، اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت (کا زمانہ) یاتے تو میری ہی پیروی کرتے۔ ہنسی کا اپنا عہدہ در حدود کار ہوتے ہیں، اس میں عام لوگ تو کیا اگر دوسرا نبی بھی تشریف لے آئے تو اس کو بھی اس نبی کا اتباع ہی کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ ایک بادشاہ جب دوسرے بادشاہ کے علاقہ اور عہد میں قدم رکھتا ہے تو وہ اس کے ملکی اور شاہی دستور اور قوانین کا اتباع کرتا ہے۔ بہر حال جب ایک نوجا کا یہ حال ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اگر وہ آجائیں تو رسول پاک ہی کا اتباع کریں تو اب یہ آپ سوچیں کہ ہاشمی کیا مجال کہ کوئی غیر کی پیروی کرے، اور شریعت رسول ان کا منہ دیکھتی رہے۔ یقین کیجیے کہ کتاب و سنت کے بعد کسی دوسرے ملکی، قومی اور علاقائی دستور اور قوانین کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ دھوکے سے اگر کوئی پیام کے دام چلائے تو وہ اور بات ہے، ویسے اس کو اس کا حق نہیں پہنچتا۔“

حج

۴۰۔ عن ابن ابی اوفیٰ قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله مع التقاضی ما

لویع رفاذا جار تخلی عنه ولزمه الشیطان (ترمذی)

فرمایا: جب تک حج بے نقصانی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رہتا ہے، جب وہ ظلم

کرتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

ملکی قوانین اور دستاویز کے نفاذ اور ترجمانی کی ذمہ دار عدلیہ ہوتی ہے اگر وہ حق کے مطابق فیصلے کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمایت بھی اس کو حاصل ہو جاتی ہے ورنہ شیطان ہی اس کا رفیق بن جاتا ہے۔ پھر ملکی قوانین کا احترام دل سے اٹھ جاتا ہے، قانون اب ایک کاروبار کا نام رہ جاتا ہے۔ مستحق اس کے فیضان سے محروم اور غیر مستحق تھوٹی بھر بھر کر اپنا آلودہ کار کرتے ہیں۔ بہر حال عدلیہ ملکی حکمرانوں کی سیاست اور حسد کا ہی پر تو ہوتی ہے۔ اس لیے دعا کیجیے، کہ حکمران مسلمان نصیب ہوں تاکہ دنیا عدلیہ کے فیضان سے متمتع ہو سکے۔

پروفیسر محمد سلیمان اظہار ایم اے

# مدرسہ رحیمہ دہلی

مدرسہ رحیمہ دہلی برصغیر کے ان مدارس میں شامل ہے جو اگرچہ کسی حکومت کی سرپرستی کے بغیر قائم ہوا لیکن علوم قرآن و سنت کی ترویج میں دنیا بھر کے ممتاز مدارس میں شمار ہوا۔ آج دنیا کے اسلام کا شاید ہی کوئی عالم ایسا ہو جو کسی نہ کسی واسطے سے اس مدرسہ کا خوشہ چین نہ ہو۔ حضرت شاہ عبدالرحیم بخت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ رفیع الدین، حضرت شاہ عبدالقادر، حضرت شاہ عبدالغنی، حضرت شاہ اسماعیل شہید، حضرت شاہ محمد اسحاق اور شیخ اعلیٰ سید محمد نذیر حسین محدث اس مدرسہ میں مسند درس و افتاء کی زینت بنے۔ اتنے نامور علماء کا یکے بعد دیگرے یہاں معروف درس دینا اور دنیا کے اسلام کے گوشے گوشے سے طلباء کا کھینچنے چلے آنا اس بات کا بہین ثبوت ہے کہ معنوی لحاظ سے اتنا بڑا مدرسہ برصغیر میں آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔

پچھلے دنوں جناب مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہم العالی کا ایک مضمون نورانی وقت لاہور میں شائع ہوا جس میں انھوں نے اس مدرسہ کا بانی جناب شاہ ولی اللہ کو قرار دیا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ اتنی بڑی شخصیت سے کیونکر ایسی بات ادا ہو گئی جو ایک عامی کے نزدیک بھی قابل گرفت ہے کیونکہ مدرسہ رحیمہ شاہ ولی اللہ نے نہیں بلکہ شاہ عبدالرحیم نے قائم کیا تھا۔ حیات ولی میں مولوی رحیم بخش لکھتے ہیں:۔  
 مدرسہ شاہ عبدالرحیم، شاہ عبدالرحیم نے اپنے مکان ہندیوں میں عہد عالمگیر میں قائم کیا تھا۔

(ص ۲۲۲) اور ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں شیخ عبدالرحیم نے پرانی دہلی میں اس مقام پر ایک مدرسہ قائم کیا تھا جو اب ہندیوں کے نام سے مشہور ہے اور اس کا نام مدرسہ رحیمہ رکھا۔  
 گویا شاہ عبدالرحیم کے زمانے میں یہ مدرسہ ہندیوں میں قائم ہوا۔ اور شاہ ولی اللہ کے سفر حج سے واپس آنے کے بعد بھی وہیں رہا۔ پھر شاہ جہان آباد منتقل ہو گیا۔ مولوی سید احمد لکھتے ہیں:۔ روشن اختر شاہ بادشاہ کا زمانہ تھا اس نے چاہا کہ شاہ صاحب کے دم سے شاہ جہان آباد کی عزت ہوئی کیا کہنا ہے۔  
 لہذا مولانا (شاہ ولی اللہ) کو بلایا اور ایک عالی شان مکان بننے کو دیا (خاتمہ تاویل الاعادیت ص ۱۸)

یہ مکان اس محلے میں تھا جو کلاں محل کہلاتا تھا۔ اس مکان کا وہ حصہ جو شاہ صاحب کے خاندان کی سکونت کے لیے مخصوص تھا زمانہ کہلاتا تھا اور بیرونی حصہ جس میں درس گاہ تھی مدرسہ کہلاتا تھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کے دور میں بھی مدرسہ اسی جگہ (کلاں محل) میں قائم رہا۔ البتہ ایک مدرس یعنی شاہ عبدالقادر نے اکبر آبادی مسجد کے حجرے میں اقامت اختیار کر لی۔ اس لیے طلبہ ان سے متعلق اسباق کے لیے اکبر آبادی مسجد میں حاضری دیا کرتے تھے۔ شاہ اسحاق کے دریں ایک اور تغیر یہاں کہ مقامات درس زید تقیم پورے ماحصل اور قدیم مدرسہ واقع کلاں محل جو اس زمانے میں جیساکہ مولوی بشیر الدین وغیرہ نے لکھا ہے مدرسہ شاہ عبدالعزیز کہلاتا تھا۔ ایک جڑی حویلی کا ایک حصہ تھا اور دوسرا حصہ زمانہ کہلاتا تھا جو در شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز کی قیام گاہ تھا۔ شاہ عبدالعزیز کے نواسے شاہ اسحق و شاہ یعقوب بھی اپنی والدہ کی حیات میں یہیں سکونت پذیر تھے۔ شاہ اسحاق کی والدہ کا انتقال چونکہ اپنے والد (شاہ عبدالعزیز) کی زندگی میں ہو گیا تھا اس لیے شاہ عبدالعزیز نے ان دونوں نواسوں کی سکونت کے لیے ایک الگ قطعہ زمین خرید کر اس پر عمارت تعمیر کروادی۔ جہاں یہ دونوں بھائی رہتے اور درس دیتے۔ اس لیے یہ عمارت مدرسہ شاہ اسحاق کہلانے لگی۔ اور شاہ اسحاق ہی مدرسہ شاہ عبدالعزیز کے صدر مدرس اور نگران تھے۔ اس واقعہ کا تعزیر یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ مدرسہ قدیم کا مقام تبدیل ہو گیا اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مقامات درس تقسیم ہو گئے کہ چونکہ باقی اساتذہ (شاہ مخصوص اللہ اور شاہ محمد موسیٰ) قدیم مدرسہ ہی میں پڑھاتے تھے جسے مدرسہ شاہ اسحاق کی تعمیر کے بعد مدرسہ کہنہ بھی کہنے لگے تھے۔

اس کے بعد ذی قعدہ ۱۲۵۹ھ میں شاہ اسحاق حجاز چلے گئے۔ شاہ مخصوص اللہ تدریس سے دست کش ہو گئے اور گوشہ نشینی کی زندگی گزارنے لگے اور شاہ محمد موسیٰ شاہ اسحق کی ہجرت کے ۱۹۰ھ بعد جب ۱۲۵۹ھ میں فوت ہو گئے۔ بظاہر یہ علمی بساط اٹھ گئی۔ خاندان دلی اللہی میں کوئی فرد اس مدرسہ میں پڑھانے والا باقی نہ رہا۔ لیکن قدرت کو ابھی اس مدرسہ کا انجام منظور نہ تھا۔ اس لیے اس خاندان کے ایک روحانی بیٹے ذمینا سید محمد زبیر حسین محدث دہلوی اورنگ آبادی مسجدین قال اللہ و قال الرسول کے نفعے الاپنے لگے۔ مدرسہ رحیمیہ کی درانت اصر منتقل ہو گئی۔ عوام الناس نے وہ لقب جو صرف خاندان دلی اللہ کے افراد کے لیے مخصوص تھا ابھی بیان کیا وہ سید زبیر حسین کو دے دیا۔ اور آپ نے اپنے اساتذہ کی مندر پر بیٹھ کر اس دل جمعی سے کام لیا کہ نہ صرف اہل دہلی بلکہ سارا برصغیر آپ کو میاں صاحب کے لقب سے یاد کرنے لگا۔

بہا سے دیوبندی احباب کا کہنا ہے (۱) مدرسہ زبیر یہ مدرسہ رحیمیہ سے الگ کوئی ادارہ تھا (۲) شاہ اسحق کے جانشین میاں صاحب کی بجائے شاہ عبد الغنی مجددی ہوئے (۳) دیوبند کا مدرسہ مدرسہ رحیمیہ کی نشاۃ ثانیہ تھا۔



لیکن یہ تینوں باتیں واقعہ کے خلاف ہیں۔ مدرسہ نذیریہ اسی طرح مدرسہ رحیمیہ تھا جس طرح مدرسہ عزیزہ مدرسہ کہنہ، اکبر آبادی مسجد کا مدرسہ، کلاں محل کا مدرسہ شاہ اسحق، واصل مدرسہ رحیمیہ کی مختلف شکلیں تھیں۔ اس زمانے میں نام کی بجائے کام چلتا تھا۔ ان بزرگوں نے صرف کام کیا مدرسوں کے نام رکھنے کی جانب توجہ نہیں دی، مدرسہ رحیمیہ کا نام بھی نہ شاہ عبدالرحیم نے رکھا نہ شاہ ولی اللہ نے نہ ان کے صاحبزادوں یا خلفائے بلکہ بہت بعد میں جا کر محض اس نسبت سے کہ اس نادر علی کا آغا نہ شاہ عبدالرحیم نے کیا تھا اسے مدرسہ رحیمیہ کہا جانے لگا جو شاہ ولی اللہ کی وفات سے بھی پہلے کی بات ہے۔ دہلی میں جس جس جگہ اس خاندان کے افراد بیٹھ کر پڑھاتے رہے وہ جگہیں ان کے ناموں سے موسوم ہو گئیں اور نیا دی طور پر شاہ عبدالرحیم کے قائم کردہ مدرسہ کی مختلف شکلیں تھیں۔ اس وجہ سے مدرسہ نذیریہ بھی اسی طرح مدرسہ رحیمیہ ہے جس طرح مدرسہ عزیزہ، مدرسہ رحیمیہ تھا۔ جس طرح شاہ اسحق والا کلاں محل میں واقعہ مدرسہ مدرسہ رحیمیہ تھا۔ اور جس طرح اکبر آبادی مسجد میں شاہ عبدالقادر کی درگاہ مدرسہ رحیمیہ تھی۔ اس لیے جبکہ یا نام کی تبدیلی اصل پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ دوسری بات کہ شاہ عبدالغنی مجددی خاں شاہ اسحق کے جانشین تھے۔ واقعاً غلط ہے۔ کیونکہ شاہ صاحب کی ہجرت کے بعد ۹۰ ماہ تک توان کے بھائی شاہ محمد موسیٰ ہی درس دیتے رہے لیکن چونکہ ان کا آزادانہ کام کرنے کا عرصہ بہت مختصر ثابت ہوا اس لیے تاریخ میں انھیں نمایاں مقام نہ مل سکا۔ شاہ عبدالغنی مجددی کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی اور میاں صاحب کی عمر اس وقت ۴۰ سال کے لگ بھگ تھی۔ جن میں سے تیرہ سال کا عرصہ وہ شاہ اسحق کے زیر تربیت گزار چکے تھے۔ ۴۰ سالہ نامور عالم دین کے مقابل ۲۵ سالہ نواآموز کو ترجیح دینا کچھ عمدہ بات دکھائی نہیں دیتی۔ پھر لقب میاں صاحب کا سید نذیر حسین پر چپاں ہو جانا اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اس دور کے ہر خاص و عام نے آپ ہی کو خاندان ولی اللہ کا جانشین سمجھا تھا۔ مزید برآں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے متبادل اسی سلسلہ شاہ عبدالغنی ہند سے جانب حجاز ہجرت کر گئے۔ گویا ان کی مندر خالی ہو گئی۔ اگر وہ بغرض محال مندر شاہ اسحق پر بھی خائز تھے تو وہ اسے چھوڑ کر خود ہی چلے گئے اور دیوبند ۱۸۵۷ء میں وجود میں آیا۔ اگر دیوبند کو مدرسہ رحیمیہ کی نشاۃ ثانیہ سمجھا جائے تو شاہ عبدالغنی کی ہجرت اور دارالعلوم قیام کا درمیانی عرصہ (دس سال تک) یہ مندر خالی رہی۔ اور پھر بساط بھی تو وہ بھی دہلی میں نہیں بلکہ دیوبند میں۔

اس قسم کی صورت حال سے ہم بخوبی عہد برا ہو جاتے ہیں جب ہم حقیقت کو تسلیم کر لیں اور حقیقت یہ ہے کہ مندر اسحق خاں سید نذیر حسین کو ملی۔ وہ نہ صرف ۱۸۵۷ء تک دوران جنگ بھی جبکہ کسی کو گرد و پیش کا ہوش بھی نہ تھا مندر پر بیٹھے عارف باللہ مولانا غلام رسول اور سید عبداللہ غزنوی کو پڑھاتے نظر آ رہے ہیں۔ اور پھر جنگ کے بعد بھی دسواں چاند ماہ کے جب انگریزوں نے دہلی کو اہل دہلی سے مکمل طور پر خالی کر لیا تھا اور چند ماہ بعد واپسی کی اجازت دی ۱۸۵۹ء تک تبدیلی مقام (کیونکہ جنگ کے بعد اورنگ آبادی مسجد ماسر کر دی گئی تھی اور.....



# تعارف و تبصرہ کا کتب

کتاب	جواہر الفقہ جلد اول
مؤلف	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
ضمیمہ	۵۲۰ صفحات (مجلد رنگین سرورق)
قیمت	کاغذ سفید، کتابت طباعت عمدہ
ناشر	پچیس روپے مکتبہ دارالعلوم کراچی - ۱۴۰

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کا شمار دیوبندی مکتبہ فکر کے چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف ایک متبحر عالم دین ہیں بلکہ ایک مجتہد ہوئے ادیب اور خوشگوار شاعر بھی ہیں۔ تاریخ، حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ، ادب اور لغت وغیرہ پر وہ گہری نظر رکھتے ہیں اور اب تک ان موضوعات پر دوسو کے قریب بلند پایہ کتابیں ان کے قلم سے نکل چکی ہیں۔ مفتی صاحب مدظلہ حضرت مولانا انور علی تھانوی کے مرید خاص اور خلیفہ جاز بھی ہیں اور دیوبندی مسلک کے بہت سے اصحاب ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں۔ مفتی صاحب مدظلہ کی سیاسی زندگی کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ انھوں نے مولانا شبیر احمد عثمانی کی طرح تحریک پاکستان کی پر جوش حمایت کی تھی۔ ذاتی طور پر وہ ایک نہایت شفیق، مرنجاں مرنج، وسیع المنظر اور کشادہ دل بزرگ ہیں۔ زیر نظر کتاب ان کے چوالیس فقہی رسائل و مقالات کا مجموعہ ہے۔ اسے مفتی صاحب مدظلہ کے لائق فرزند مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب نام مفتی دارالعلوم کراچی نے مرتب فرمایا ہے اور اس کے آغاز میں نہایت عمدہ انداز میں تعارف نمونہ لکھا ہے۔ کتاب کے خاص خاص عنوانات یہ ہیں: تکفیر کے اصول، قرآن کریم کا رسم الخط اور اس کے احکام، مسئلہ تقلید شخصی، سمت قبلہ، حرف ضد کا صحیح مخرج، رویت ہلال کے شرعی احکام، احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ، احکام عید الفطر و

قربانی موافقت احرام اور ان کے مسائل۔

مفتی صاحب مدظلہ، حنفی (دیوبندی) مسلک سے وابستہ ہیں اور اپنے مسلک کو خلوص نیت سے حق سمجھتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے تمام مسائل کا شرعی حل اسی مسلک کے مطابق پیش کیا ہے۔ مختلف مسائل میں دوسرے دینی مکاتب فکر سے اپنے اختلاف کو انھوں نے ایک خاص حد کے اندر رکھنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی دو تین مقامات پر طرز و تعریف کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ بہر صورت ان کی رائے اور نقطہ نظر میں وسعت کے آثار بھی ملتے ہیں۔

کتاب کی زبان سستورفتہ ہے اور پیرایہ بیان بڑا شگفتہ اور جاندار۔ تاہم بعض ابواب کا پیرایہ علمی اتنا بلند ہے کہ ان کو قلمبر علمائے دین ہی سمجھ سکتے ہیں اور غالباً یہ ادنیٰ درجے کے علماء ہی کے لیے لکھے گئے ہیں۔ بحیثیت مجموعی یہ کتاب ہمارے علمی اور دینی سرمائے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

(۲)

مطالعہ اسلامیات

نام

جناب امیر الہدیٰ ایم۔ اے (اسلامیات، اسلامی تاریخ،

مؤلف

معاشیات) ایم ایڈ

اختر بک ڈپو، اردو بازار، کراچی

ناشر

۳۲۰ صفحات

صفحات

کاغذ سفید، کتابت طباعت واجبی

روپے

قیمت

جناب امیر الہدیٰ نے یہ کتاب کراچی یونیورسٹی کے بی ایڈ کے طلبہ و طالبات کے استفادہ کے لیے لکھی ہے اور اس کی ترتیب و تدوین میں عربی اور اردو کی انتالیس بنیادی کتابوں اور بعض رسائل کے خاص نمبروں سے مدد لی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مؤلف ایک دردمند اور مخلص مسلمان ہیں اور اسلامی علوم و تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انھوں نے اسلام اور اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر نہایت حسن و خوبی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو بنی نوع انسان کی نلاج دہیہ و کافرانہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے قرآن کریم، حدیث، اجماع اور قیاس پر بھی عمدہ انداز میں بحث

کی ہے اور اسلام کی اخلاقی تعلیم کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسودہ حسنہ کی روشنی میں جائزہ لیا کتاب کے چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔

دین اور مائیس، دین اور فلسفہ، اقتصادیات کا مطالعہ دین اسلام کی روشنی میں، اسلام حری اور زندہ قوت کی حیثیت سے۔ اسلام میں عدل کا تصور، اسلام کا نظریہ اخلاق اور اس کی بنیادی خصوصیات، قرآن اور حدیث کی روشنی میں مردوموں کی خصوصیات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مصلح اعظم کتاب میں اکثر جگہ زبان کتابت اور املا کی غلطیاں دیکھ کر کھٹک پیدا ہوئی۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ متعدد آیات پر اعراب صحیح نہیں لگائے گئے یا ان میں سے کسی کسی جگہ ویا و ترک ہو گیا ہے۔

ماخذوں (صفحہ ۶) کے بجائے ماخذ لکھنا چاہیے تھا۔

اتقاع (صفحہ ۵۲) انتفاع کی جگہ لکھا گیا ہے لیکن ایکپڈٹیشن کا صحیح ترجمہ استحصال ہے۔ ”نہی“ جگہ جگہ دیکھنے میں آیا ہے۔ نہ کے معاً بعد ہی لکھنا غلط العوام ہے۔

قابل جرم (صفحہ ۶۸) صرف جرم لکھنا چاہیے تھا۔

(صفحہ ۷۲) پر ربیع بنت نضر کی جگہ ربیع بنت النضر لکھا گیا ہے اسی طرح حضرت انس بن نضر کو انس بن نضر لکھا گیا ہے۔

جبلہ بن النہم (صفحہ ۷۲) یہاں جبلہ بن الایہم ہونا چاہیے۔

قیصر و کسریٰ اور روم جیسی عظیم سلطنتوں کو اکٹ کر رکھ دیا (صفحہ ۷۹) قیصر و کسریٰ تو روم اور ایران کے فرمانروا تھے۔

بہمیت (صفحہ ۸۱، ۸۲) کی جگہ بہمیت ہونا چاہیے۔

عمار بن یانثر (صفحہ ۸۸) یہاں یانثر کی جگہ یاثر کتابت ہو گیا ہے۔

کرۃ زمین (صفحہ ۹۰) کی جگہ کرۃ زمین ہونا چاہیے۔

صفحہ ۲ پر تپسیا کی جگہ بتپسیا لکھا گیا ہے۔

راجہ کنشک اشوک (صفحہ ۱۳۱) کنشک اور اشوک دو مختلف حکمران تھے۔

انتخط (صفحہ ۱۲۷) یہاں انخطاط ہونا چاہیے۔

عزیز علیہ السلام (صفحہ ۱۳۷) صحیح نام عزیر (ع زے رے) ہے

کے ران میں چوٹ لگ گئی (صفحہ ۱۳۷) ران مؤنث ہے

بیت اللحم (صفحہ ۱۴۲) صحیح لفظ بیت اللحم ہے۔

درف ملامت (صفحہ ۱۴۲) کی جگہ درف ملامت ہونا چاہیے تھا۔

قیس (صفحہ ۱۴۲) صحیح لفظ قیس ہے،

مرتب کی (صفحہ ۱۵۴) یہاں مرتب کیا ہونا چاہیے،

اس کو ایک اعلیٰ مقام رہا چنانچہ قدیم رومیوں (صفحہ ۱۵۴) یہاں مقام کے بعد حاصل کا

لفظ ترک ہو گیا ہے۔ رومیوں کی جگہ رومیوں ہونا چاہیے۔

بعث کا مقصد (صفحہ ۱۴۹) یہاں بعثت کا مقصد لکھنا چاہیے تھا۔

وجہ کبھی (صفحہ ۱۸۹) صحیح نام وجہ کبھی ہے۔

قرآن کو جگہ جگہ قرآن کیا گیا ہے۔

استفادہ حاصل کرنا چاہیے (صفحہ ۲۱۴) یہاں حاصل زائد ہے۔

اعزاد و اقارب (صفحہ ۲۳۱) اعزہ و اقارب لکھنا چاہیے تھا۔

ان تسامحات کے علاوہ کسی کسی جگہ زبان میں جھول بھی پایا جاتا ہے۔ انگریزی الفاظ

بدخط بھی ہیں اور ان کے سچے بھی کئی جگہ غلط ہیں۔ بہتر یہ تھا کہ ان کے ٹائپ شدہ چربے

لگائے جاتے۔

امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں یہ تمام خامیاں دور کر دی جائیں گی۔ ان غایوں سے قطع نظر

یہ کتاب نہ صرف طلباء و طالبات بلکہ علوم اسلامی سے دلچسپی رکھنے والے عام لوگوں کے لیے بھی

ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلومات میں اضافہ اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

## تصانیف مولانا حکیم محمد اشرف سندھو

مقیاس حقیقت مجلد ۱۲ روپے تاریخ التقیید مجلد ۹ روپے پنیم جیلانی مجلد ۷ روپے

بریلویت کاپس منظر، بریلوی عقائد و اعمال ۷ روپے رکعات قیام رمضان، اکمل البیان

دیوبند کا مذہب، رسول اللہ کی نماز، فلاح دارین، مناظرہ چک نمبر، فرقہ ناجیہ، فرقہ

موجودہ کی اصلیت مجلد ۱۲ روپے۔

دارالاشاعت اشرفیہ۔ سندھوبلوکی، ضلع لاہور

# ادارہ الاسلام کی عظیم علمی و تاریخی پیشکش

## غزلوی صدیقی نمبر

ان شاء اللہ العزیز اگست ۱۹۶۶ء میں منظر عام پر آ رہا ہے۔ جتنی تاریخ کا انتظار فرمائیے۔ سو سے زائد صفحات، رنگین ٹائٹل۔ آفٹ طباعت و قیمت: ۵ روپے۔ مستقل خریداروں کے لیے خصوصی قیمت: ۴ روپے۔ اپنا آرڈر ایک کروائیے اور اس نمبر کے روپے منی آرڈر کر کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور کیجیے۔ کاغذ وغیرہ کی گرانی کے پیش نظر یہ نمبر محدود تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے لہذا مستقل خریدار چار روپے اور دیگر احباب پانچ روپے بھیج کر اپنا پرچہ محفوظ کرالیں۔ بصورت دیگر دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

مشہرین اور ایجنٹ حضرات جلد رابطہ پیدا کریں۔

### لکھنے والے

علامہ احسان الہی ظہیر	مولانا محمد حنیف ندوی	پروفیسر غلام احمد حریری	مولانا محمد اسحاق بھٹی
پروفیسر محمد سلیمان اظہر	پروفیسر عبد الحفیظ چوہدری	پروفیسر خالد بزنی	پروفیسر محمد یامین محمدی
قاضی محمد سلیم سیف فیروزپوری	مولانا ارشد الحق انصاری	مولانا نجار حسین	مولانا حکیم عبدالرحیم انصاری
ڈاکٹر عنایت اللہ سہیل علی	ملک نصر اللہ خاں عمریہ	مولانا عزیز زبیدی	حافظ عبدالرحمان مدنی
مولانا محمد صادق سیالکوٹی	مولانا محمد عبد اللہ گورداسپوری	مولانا حافظ عبد الغفور جہلمی	مولانا محمد صدیق اعظمی
مولانا حکیم محمد عبدالرحمن	مولانا ابوالحسن راجب شیخ پوری	مولانا عبدالغفار حسن	حکیم محمد سعید دہلوی
مولانا عبد العظیم انصاری	مولانا عبدالرشید حنیف	مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی	مولانا خالد سیف
سلیم تابانی	بگم سید ابوبکر غزنوی	قاری محمد یونس صدیقی	حافظ عبدالرشید اظہر
مولانا محمد یوسف انور	مولانا محمد حنیف یزدانی	مولانا محی الدین احمد فیروزپوری	راز کا شیری
ملک عبدالرشید عراقی	مولانا محمد تقی عثمانی	مولانا احمد رحمانی	مولانا ابراہیم غیلانی
جاوید بن عبد اللہ	قاری محمد ادریس عمام لاهوری	علامہ ملک کے نامور شرع کے کلام کی منظوری شائع شدہ ہے	

ترسیل زر کا پتہ

بینچر ہفت روزہ الاسلام جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ



نوجوان علماء میں قدیم و جدید علوم کی جامعیت اور ماہرانہ تربیت کیلئے

## الجامعة السلفية (درجہ تکمیل و تخصص)

جماعت اہل حدیث کے لئے صاحب تحقیق مصنف، تربیت یافتہ مدرس از  
بہترین خطیب مہیا کرنے کیلئے علم و ادب کے مرکز لاہور میں  
اعلیٰ تعلیم و تربیت کا مرکزی منصوبہ

① بلند پایہ محقق علماء اور پروفیسر حضرات کی تدریس

② عمدہ اور وسیع لائبریری سے استفادہ

③ اہم موضوعات پر تقریری و تحریری مقالات اور مذاکرات

\_\_\_\_\_ کے تجرباتی طریقوں سے \_\_\_\_\_

④ کتاب و سنت کی گہری بصیرت اور جدید علوم کا مطالعہ

④ مشہور مذاہب، مکاتیب فکر اور تحریکوں کا تقابلی جائزہ

④ مختلف محکمہ جات، سماجی، قومی اور بین الاقوامی اداروں کی واقفیت  
اور معلومات عامہ

④ عربی زبان کی تقریری و تحریری مشق..... کا خاطر خواہ انتظام

پہلا سال علمی تکمیل و جامعیت اور دوسرا سال تحقیق و تصنیف،  
درس و تدریس، دعوت و خطابت کے شعبہ جات میں سے کسی ایک میں  
تخصص کیلئے۔ دو سالہ نصاب کی تکمیل کی شرط پر رہائش و تعلیم کے  
مفت انتظام کے علاوہ دوران تربیت کفالت کیلئے معقول وظائف۔

داخلہ و رابطہ کیلئے

حافظ محمد یحییٰ عزیز

ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

حدیث منزل، ۷ ایک روڈ (انارکلی) لاہور